حیدرآباد R.N.I.No.APURD/2013/54302 ہفتہ روزہ

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly Hyderabad

Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

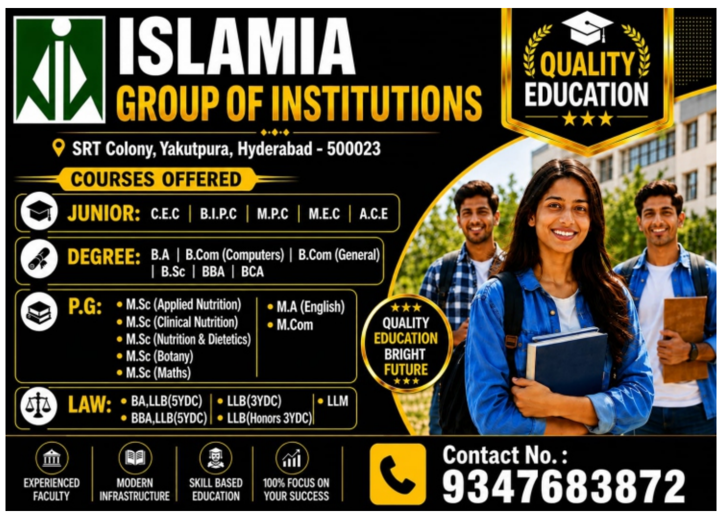

SATURDAY 15 AUGUST 2026 VOLUME:14 ISSUE :30 Rs.2.00 PAGES 4 قیمت ایک روپیہ (۳۰) شمارہ (۱۴) جلد ۱۴۴۸ ھ یکم ربیع الاول ۲۰۲۶ء ہفتہ ۱۵ اگست

SIR مہم کے تحت تلنگانہ میں 70 لاکھ ناموں کو حذف کرنے کی سازش: ریونت ریڈی

تلنگانہ میں بی جے پی کو کامیاب ہونے نہیں دیں گے، روزگار کیلئے تعلیم کے ساتھ ہنر لازمی، مسابقتی امتحانات میں کامیاب اقلیتی امیدواروں کو تہنیت

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے کہا کہ SIR مہم کے ذریعہ تلنگانہ میں 60 تا 70 لاکھ ناموں کو ووٹر لسٹ سے حذف کرتے ہوئے بی جے پی سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ انہوں نے عوام بالخصوص اقلیتوں سے اپیل کی کہ وہ جاریہ ایس آئی آر مہم کے آئندہ 10 دنوں میں گھر گھر پہنچ کر ہر مستحق رائے دہندے کے نام کو فہرست میں شامل کرانے میں مدد کریں۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ووٹ کا حق سونے سے زیادہ قیمتی ہے اور 2028 کے الیکشن کے رائے دہندوں کا آج انتخاب کیا جا رہا ہے۔ چیف منسٹر آج بنجارہ ہلز کے کرم بھیم بھون میں مینارٹیز ایکسلینس سمٹ سے خطاب کر رہے تھے۔ اس تقریب میں گروپ امتحانات اور دیگر مسابقتی امتحانات میں نمایاں مظاہرہ کرنے والے اقلیتی امیدواروں کو تہنیت پیش کی گئی۔ گروپ I کے تحت منتخب اقلیتی امیدوار مختلف سرکاری محکمہ جات میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حکومت کی جانب سے اقلیتی امیدواروں میں لیاپ ٹاپ تقسیم کئے گئے۔ چیف منسٹر نیکہا کہ بنگال کے بعد بی جے پی کی نظر تلنگانہ پر ہے لیکن تلنگانہ کے عوام باشعور ہیں اور وہ فرقہ پرست طاقتوں کو برسر اقتدار آنے نہیں دیں گے۔ چیف منسٹر نے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ گھر گھر جا کر ایس آئی آر مہم کے تحت وہی تفصیلات درج کریں جو 2002 کی فہرست میں موجود ہیں۔ معمولی فرق کا بہانہ بنا کر ناموں کو فہرست سے حذف کیا جا سکتا ہے۔ آئندہ 10 دنوں تک تعلیم یافتہ نوجوان بوتھ لیول ایجنٹس کی طرح کام کرتے ہوئے عوام کی رہنمائی کریں۔ چیف منسٹر نے کہا کہ اگر موجودہ حالات پر توجہ نہیں دی گئی تو آنے والے دنوں میں حالات اور بھی سنگین ہو سکتے ہیں۔ چیف منسٹر نے چار فیصد مسلم تحفظات پر عمل آوری کا دعویٰ کیا اور کہا کہ الیکشن سے قبل امیت شاہ نے تلنگانہ میں اعلان کیا تھا کہ بی جے پی برسر اقتدار آنے پر مسلم تحفظات ختم کر دیئے جائیں گے۔ ہم نے انہیں تلنگانہ سے پہلے گجرات میں مسلم تحفظات ختم کرنے کا چیلنج کیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ کانگریس پارٹی ملک میں سیکولرازم کے تحفظ کیلئے جدوجہد کر رہی ہے۔ ریونت ریڈی نے تعلیم کے ساتھ اسکل ڈیولپمنٹ کو ترقی کیلئے لازمی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس حکومت نے شفافیت کے ساتھ گروپ امتحانات کا انعقاد عمل میں لایا جبکہ بی آر ایس دور حکومت نے غیر تعلیم یافتہ افراد کو پبلک سروس کمیشن میں شامل کیا گیا تھا۔ کانگریس حکومت نے یونین پبلک سروس کمیشن کی طرز پر ریاستی کمیشن تشکیل دیا اور ریٹائرڈ ڈی جی پی کو صدر نشین مقرر کیا گیا۔ ایک قابل اقلیتی نمائندہ کو کمیشن میں رکن مقرر کیا گیا تا کہ اردو میں امتحانات میں مدد ملے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ گروپ I تقررات کو روکنے کیلئے ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں درخواستیں داخل کی گئیں لیکن حکومت نے قابل وکلاء کے ذریعہ کامیابی حاصل کی۔ چیف منسٹر نے گروپ I منتخب امیدواروں سے کہا کہ وہ آئندہ 35 برس تک ریاست کی ترقی کیلئے کام کر سکتے ہیں جبکہ سیاستداں کی ملازمت کی مدت صرف 5 سال ہے۔ پانچ سال بعد دوبارہ امتحان دینا ہوگا اور عوام فیصلہ کریں گے۔ تلنگانہ میں 11 ہزار ٹیچرس کے تقررات کئے گئے۔ انہوں نے اقلیتوں کو ملک دشمن قرار دینے کی کوششوں کی مذمت کی اور کہا کہ ٹیچرس اسکولوں میں حب الوطن شہریوں کو تیار کرنے میں اہم رول ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس پارٹی نے تین مسلم قائدین کو الیکشن میں ٹکٹ دیا لیکن وہ منتخب نہیں ہوئے۔ کابینہ میں مسلم نمائندگی کے طور پر اظہر الدین کو شامل کیا گیا اور بعد میں ایم ایل سی بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی تمام اسکیمات میں اقلیتوں کو مناسب حصہ داری دی گئی ہے۔ باکسنگ چمپین نکہت زرین اور کرکٹر محمد سراج کو ڈی ایس پی کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ نرسری تا 12 ویں تعلیم کے حصول کے بعد نوجوانوں کو اسکل ڈیولپمنٹ پر توجہ دینی چاہئے۔ مختلف ممالک میں روزگار کے مواقع دستیاب ہیں۔ حکومت نے اسکل یونیورسٹی قائم کی اور آئی ٹی آئیز کو اڈوانسڈ ٹکنالوجی سنٹرس میں تبدیل کیا گیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ تعلیمی ڈگری سے روزگار کا حصول ممکن نہیں اور اسکل ڈیولپمنٹ کے ذریعہ روزگار یقینی طور پر حاصل ہو سکتا ہے۔ چیف منسٹر نے حج 2026 کے حجاج کرام کیلئے حکومت کی جانب سے فضائی کرایہ کے طور پر فی کس 10,000 روپئے ادائیگی اور مدینہ منورہ بس سانحہ کے پسماندگان کو ایکس گریشیا کی ادائیگی کا ذکر کیا اور کہا کہ کسی بھی تکلیف میں انہیں یاد کیا گیا تو وہ مدد کیلئے حاضر رہیں گے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ہندو اور مسلمان ان کی دو آنکھوں کی طرح ہیں اور وہ ہندوؤں کو دی جانے والی تمام سہولتیں مسلمانوں کو فراہم کرنے میں یقین رکھتے ہیں۔ اقلیتی اسکیمات کی تفصیلات پر مبنی تصویری نمائش کا چیف منسٹر نے افتتاح کیا۔ ریاستی وزراء پی سرینواس ریڈی، پونم پربھاکر، محمد اظہر الدین، قانون ساز کونسل کے رکن مہیندر ریڈی، صدر نشین حج کمیٹی مولانا سید غلام افضل بیابانی خسرو پاشاہ، صدر نشین وقف بورڈ سید عظمت اللہ حسینی، صدر نشین ٹمریز فہیم قریشی، صدر نشین اقلیتی فینانس کارپوریشن عبیداللہ کوتوال، صدر نشین اردو اکیڈیمی طاہر بن حمدان، عوامی نمائندوں اور اقلیتی بہبود کے عہدیداروں نے شرکت کی۔

ڈی ایس پی بھیم ریڈی 2 دن کی تحویل میں

حیدرآباد۔ انسداد رشوت ستانی کی خصوصی عدالت نے گرفتار شدہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ایس بھیم ریڈی کو تحقیقات کے سلسلے میں اینٹی کرپشن بیورو کے عہدیداروں نے دو دن کی تحویل میں لے لیا ہے۔ گزشتہ ماہ ایس بھیم ریڈی کو غیر محسوب اثاثہ جات کیس کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا اور ملزم عہدیدار پر مکانات پر دھاوے کئے گئے تھے جس میں 300 کروڑ روپئے کے غیر محسوب اثاثہ جات رکھنے کا انکشاف ہوا تھا۔ اینٹی کرپشن بیورو نے بھیم ریڈی کو گرفتار کرتے ہوئے چنچل گوڑہ جیل منتقل کر دیا تھا۔ تحقیقات کے دوران اے سی بی کو یہ پتہ چلا ہے کہ بھیم ریڈی نے بحیثیت انسپکٹر جڑچرلہ پولیس اسٹیشن اور اسسٹنٹ کمشنر آف پولیس پٹن چیرو کے دور میں غیر محسوب اثاثہ جات بنا لئے تھے اور ان اثاثہ جات کو بے نامی افراد کے نام پر رکھا تھا جس کا انکشاف اے سی بی کے دھاووں میں ضبط شدہ ڈائری سے ہوا۔

جامعہ نظامیہ کی اراضی ہراج کو فوری منسوخ کرنے کا مطالبہ: ہریش راؤ کا چیف منسٹر کو مکتوب

حیدرآباد۔ ڈپٹی فلور لیڈر بھارت راشٹریہ سمیتی مسٹر ٹی ہریش راو? نے چیف منسٹر اے ریونت ریڈی کو روانہ کردہ مکتوب میں جامعہ نظامیہ کی رائے درگ میں واقع موقوفہ اراضی سروے نمبر 83 کے ہراج کو فوری منسوخ کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی حکومت مذکورہ جائیداد کی ملکیت کے معاملات کی یکسوئی کے بغیر ان جائیدادوں کو ہراج کرنے کے اقدامات کر رہی ہے جو کہ سرمایہ کاروں کو سرمایہ کو پھنسانے کے مماثل ہے۔ مسٹر ہریش راو? نے چیف منسٹر کے نام روانہ کردہ مکتوب میں کہا کہ سروے نمبر 83 حکومت کے ریکارڈس کے مطابق شہر حیدرا?باد کے ''تہذیبی ورثہ'' کا حصہ ہے اور اس سلسلہ میں متحدہ ا?ندھراپردیش نے مذکورہ سروے نمبر سے متعلق جی او کی اجرائی کے ذریعہ اسے محفوظ قرار دیا تھا۔ انہوں نے ریاستی حکومت کو 'جامعہ نظامیہ' کے ادعا کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے کہا کہ جب جائیداد کی ملکیت ''وقف'' ہونے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے تو ایسی صورت میں ریاستی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ محکمہ اقلیتی بہبود اور وقف کے ریکارڈس کی تنقیح کے اقدامات کریں تا کہ 'ملکیت' کے تنازعہ کو حل کیا جا سکے۔ انہوں نے مکتوب میں معاملہ کی عوامی اور قانونی اہمیت پر متوجہ کرواتے ہوئے کہا کہ اراضی کے مجوزہ ہراج کے نتیجہ میں عوام میں تشویش پائی جانے لگی ہے اور جو ہراج کیا جا رہا ہے وہ قانونی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔ انہوں نے 2003 میں حکومت ا?ندھراپردیش کی جانب سے جاری کئے گئے جی او ایم ایس 4 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے رائے درگ' پان مقطعہ موضع میں موجود سروے نمبر 83 کو ریاست کے 'تہذیبی ورثہ' کی فہرست میں شامل کیا ہوا ہے اور حکومت تلنگانہ اگر اسے فروخت کرنے کے اقدامات کر رہی ہے تو وہ ریاست کی تہذیب کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ سابق ریاستی وزیر و ڈپٹی فلور لیڈر بی ا?ر ایس نے اپنے مکتوب میں سپریم کورٹ دائر کی گئی ایک SLP نمبر 1866/2024 میں دیئے گئے احکامات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ نے متنازعہ اراضی یا ملکیت کے معاملہ میں تصفیہ کے بغیر اراضی پر کسی تیسرے فریق کے مفادات کو شامل کرنے سے گریز کا مشورہ دیا ہے اور دیوانی عدالت اور متعلقہ فورم میں ملکیت کے دعوے کے بغیر کسی اراضی پر تیسرے فریق کے مفادات کے تحفظ کے لئے اس طرح کے اقدامات کی تاکید کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود جس اراضی پر ملکیت کے ادعاجات موجود ہیں ان اراضیات کا سرکاری طور پر ہراج کیا جانا درست نہیں کیونکہ یہ عمل تیسرے فریق کے مفادات کو نقصان پہنچانے اور حقیقی مالکین کو انصاف کے اصولوں سے محروم کرنے کے مترادف ثابت ہوگا۔ مسٹر ٹی ہریش راو? نے مذکورہ سروے نمبر پر سابق میں کئے گئے ہراج پر اسٹیٹ بینک ا?ف انڈیا کی ملکیت کے دعوے کے بعد معاملہ عدالت میں زیر دوراں ہے اور اب جامعہ نظامیہ بھی مذکورہ اراضی پر اپنے مالکانہ حقوق پیش کر رہا ہے ایسی صورت میں حکومت کو تمام دستاویزات کا جائزہ لینے کے اقدامات کرنے چاہئے۔ انہوں نے 17 اور 21 اگسٹ کو مجوزہ ہراج کی تنسیخ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ 10.63 ایکڑ اراضی کے 2 پلاٹس کا ہراج دوبارہ قانونی تنازعہ کا شکار ہو سکتا ہے اسی لئے حکومت پر املاک کی انتظامی و قانونی جانچ کے ساتھ احتیاطی امور اختیار نہ کئے جانے پر سنگین سوالات پیدا ہونے لگے ہیں۔ انہوں نے مذکورہ اراضی و سروے نمبر 83 میں تمام تعمیری و ترقیاتی سرگرمیوں کو مالکانہ حقوق کا فیصلہ ہونے تک فوری اثر کے ساتھ معطل کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ وقف ریکارڈس کے غائب کر دیئے جانے یا انہیں حذف کرنے کے علاوہ جائیداد کو غیر قانونی طور پر منتقل کئے جانے کے معاملہ کی بھی ا?زادانہ تحقیقات کی جائیں۔

بی سی طبقہ کی خواتین میں 1.19 لاکھ سلائی مشینوں کی تقسیم کا فیصلہ

15 اگست سے آن لائن درخواستوں کا ادخال، ریاستی وزیر پونم پربھاکر نے اسکیم کا اعلان کیا

حیدرآباد۔ پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والی غریب اور مستحق خواتین کو حکومت کی جانب سے آٹو میٹک سلائی مشین کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا۔ وسیع بہبودی? پسماندہ طبقات پونم پربھاکر نے آج سکریٹریٹ میں سلائی مشینوں کی تقسیم کے پروگرام کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر ریونت ریڈی کی زیر قیادت عوامی حکومت نے بی سی طبقہ کی خواتین کو خود روزگار اسکیم کے تحت معاشی طور پر مستحکم کرنے کیلئے سلائی مشینوں کی تقسیم کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست کے 119 اسمبلی حلقہ جات میں جملہ 119000 آٹو میٹک سلائی مشین تقسیم کئے جائیں گے۔ ہر اسمبلی حلقہ میں 1000 مشینوں کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہر مشین کی مالیات 12000 روپئے ہے اور استفادہ کنندگان کو صد فیصد سبسیڈی کے تحت مفت تقسیم عمل میں آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ 15 اگست سے آن لائن درخواستوں کے ادخال کا آغاز ہوگا اور 15 ستمبر تک یہ سہولت رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ استفادہ کنندگان کا انتخاب شفافیت کے ساتھ کیا جائے گا۔ پہلے مرحلہ میں 1.19 لاکھ سلائی مشینوں کی تقسیم کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیگر طبقات کی طرح پسماندہ طبقات کی خواتین کو فلاحی اسکیمات کے علاوہ خود روزگار اسکیم کے تحت معاشی طور پر مستحکم کرنے کا منصوبہ ہے۔ ٹیلرنگ کی مہارت رکھنے والی خواتین خود کار سلائی مشینوں کے ذریعہ ماہانہ آمدنی حاصل کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کل 14 اگست کو شام 4 بجے ایچ ایم ڈی اے گراؤنڈ کے روبرو مہاتما جیوتی با پھولے اور ساوتری بائی پھولے کے مجسمات کی نقاب کشائی انجام دی جائے گی۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نقاب کشائی انجام دیں گے۔ اس موقع پر حکومت کے مشیر وی ہنمنت راؤ، گورنمنٹ وہپ اے سرینواس، بی ایلیا، ارکان اسمبلی ای شنکریا، نوین یادو، کے وینکٹیش، مختلف کارپوریشنوں کے صدور نشین اور عہدیدار موجود تھے۔

تلنگانہ نے فائر سیفٹی کی جان لیوا خلاف ورزیوں پر 3 سال قید اور جرمانے کی تجویز پیش کی ہے۔

حیدرآباد: تلنگانہ حکومت نے آگ کے حادثات میں جانی نقصان کا سبب بننے والی لاپرواہی کے لیے سخت سزا تجویز کی ہے۔ تلنگانہ فائر سروس ایکٹ 1999 میں ترمیم شدہ مسودہ ترمیم کے تحت لاپرواہی سے موت واقع ہونے پر تین سال تک کی قید اور 5 لاکھ روپے جرمانہ ہو سکتا ہے۔ مسودے میں چھ ماہ کی قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی تجویز دی گئی ہے اگر کوئی جرم کسی شخص کی جان یا ذاتی حفاظت کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ برقی آلات کی مہر کو ہٹانے، اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے یا توڑنے والے کے لیے بھی ایسی ہی سزا تجویز کی گئی ہے۔ حکومت نے عمارت کے مالکان، قابضین اور رہائشی فلاحی انجمنوں کے لیے جرمانے بھی تجویز کیے ہیں جو آگ سے حفاظت کے مطلوبہ اقدامات پر عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ڈی جی فائر سروسز کو مزید اختیارات مل سکتے ہیں۔ مجوزہ ترامیم کے تحت، عمارت کے مالکان اور مکین دونوں آگ سے حفاظت کے انتظامات فراہم کرنے اور مناسب طریقے سے برقرار رکھنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ فی الحال، میونسپل حکام کسی عمارت کو غیر محفوظ قرار دے سکتے ہیں۔ مجوزہ ترمیم فائر سروسز کے ڈائریکٹر جنرل کو بھی اسی طرح کا اختیار دے گی۔ اس مسودے میں آگ اور لائف سیفٹی آڈیٹرز کے لیے سزا کی مزید تجویز دی گئی ہے اگر انھوں نے ایسی عمارت کے لیے غلط رپورٹ جاری کی ہے جہاں آگ لگتی ہے۔ حکومت نے ڈی جی فائر سروسز کے کنٹرول میں فائر پریوینشن اینڈ لائف سیفٹی فنڈ بنانے کی تجویز دی ہے۔ مجوزہ نظام کے تحت جمع ہونے والی فیس، جرمانے اور دیگر رقوم اس فنڈ میں جمع کی جائیں گی۔ حکومت نے شہری اداروں کی طرف سے جمع کیے گئے پراپرٹی ٹیکس کی طرز پر شہریوں سے فائر ٹیکس متعارف کرانے کی بھی تجویز پیش کی ہے۔ عمارتوں کی تین اقسام تجویز کی گئیں۔ ترامیم کے مسودے میں عمارتوں کو لائسنسنگ اور آگ کے خطرے کے مقاصد کے لیے تین زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ زمرہ اے کی عمارتوں کو فائر سروسز ڈیپارٹمنٹ سے این او سی کی ضرورت ہوگی، جبکہ بی کیٹیگری کی عمارتوں کو فائر سیفٹی سٹرفکیٹ کی ضرورت ہوگی۔ دوسری جانب کیٹیگری سی کی عمارتوں کو سیلف سرٹیفیکیشن جمع کرانے کی اجازت ہوگی۔

विकसित भारत अभियान
1947 TO 2047

80 واں یوم آزادی مبارک

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، حکومت ہند کی سرگرمیاں اور حصولیابیاں (2025-26)

- عالمی کانفرنس/قومی سمینار و کانفرنس
  01 عالمی کانفرنس اور 16 قومی سمینار/کانفرنس کا انعقاد
- CABA-MDTP میں ایک سالہ ڈپلوما کورس
  28 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 528 مراکز، 30568 تربیت یافتہ طلبا
- اردو خطاطی گرافی اور گرافک ڈیزائن میں دو سالہ ڈپلوما کورس
  18 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 70 مراکز، 3500 تربیت یافتہ طلبا
- اردو زبان میں ایک سالہ ڈپلوما کورس
  26 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 870 مراکز 59300 تربیت یافتہ طلبا
- فنکشنل عربک میں دو سالہ ڈپلوما کورس
  25 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 466 مراکز 33235 تربیت یافتہ طلبا
- 59 کتابوں اور رسائل کی اشاعت
- اردو پریس پروموشن کے تحت 906 اخبارات/رسائل کو مالی تعاون
- ڈیجیٹل انڈیا کے تحت اردو کا فروغ
  ای کتاب نامی ایپ پر 307 کونسل کی کتابیں یونیکوڈ میں دستیاب۔
  اردو ای لائبریری پر تقریباً 745 اردو کتابیں 630 اردو رسائل پی ڈی ایف میں دستیاب
  کونسل کے بلاگ پر تقریبا 1600 سے زائد مضامین یونیکوڈ میں دستیاب
  اردو آن لائن تعلیم: ہندوستان اور بیرونِ ملک کے 33784 طلبہ وطالبات آن لائن اردو تعلیمی پروگرام سے منسلک ہیں۔
- بک پروموشن/ایگزیبیشن
  بیرون ممالک 02 بین الاقوامی کتاب میلوں میں شرکت
  02 قومی کتاب میلوں کا انعقاد اور 21 کتاب میلوں میں شرکت
- عربی میں ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
  25 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 451 مراکز 28603 تربیت یافتہ طلبا
- فارسی میں ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
  21 ریاستوں/یونین ٹیریٹریز میں 109 مراکز 6946 تربیت یافتہ طلبا

राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद् | قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
National Council for Promotion of Urdu Language
Department of Higher Education, M/o Education, Govt. of India.
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area, Jasola, New Delhi-110025
011-35151992, 35152081 www.urducouncil.nic.in director@ncpul.in @nationalcouncilforpromotionofurdulanguage @ncpuldelhi

انسانی حقوق کا دائرہ بہت وسیع ھے

انسانی رشتوں کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی پاس داری میں ہی زندگی کی اصل خوب صورتی ہے۔رشتوں میں پائیداری کے لئے بے لوث محبت اور پُرخلوص خدمت ازحد ضروری ہے۔ انسانی رشتوں کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی پاس داری میں ہی زندگی کی اصل خوب صورتی ہے۔رشتوں میں پائیداری کے لئے بے لوث محبت اور پُرخلوص خدمت ازحد ضروری ہے۔ خداوند کریم نے جہاں ان رشتوں کی پاسبانی کی ہدایت کی ہے، وہیں ان کی اہمیت اور مرتبہ بھی واضح کر دیا ہے۔ بنی آدم کو ربِ کائنات نے بنیادی طور پر دو طرح کے حقوق دیئے ہیں: پہلا حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ حقوق العباد کی حفاظت، ان کی ادائیگی اور تکمیل کا راستہ، قرآن و حدیث کی اطاعت و پیروی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ذیل کی سطور میں چند حقوق کا ذکر کیا گیا ہے:

والدین کے حقوق: قرآن مبین میں کئی مقامات پر والدین کے حقوق پر احکام آئے ہیں۔ والدین ہی سے ہماری جنت اور جہنم وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے۔ حقوق اللہ کے بعد بندوں کے حقوق میں سرفہرست اطاعت و فرماں برداری والدین کی ہے۔ ان کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کا تذکرہ کئی جگہوں پر کیا گیا ہے۔

حدیث پاک ہے: ”ایک آدمی نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا: میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپؐ نے فرمایا: پھر تیرا باپ، پھر درجہ بدرجہ جو تیرے قریب لوگ ہیں“۔ (ابن ماجہ) اس حدیث پاک سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کا درجہ باپ سے بڑا ہے۔ اس لئے کہ ولادت کے دوران عورت ایک قسم کے تخلیقی مراحل سے گزرتی ہے۔ اس کا یہ مطلب بالکل بھی نہیں ہے کہ والد کی اہمیت کم ہے۔ والد جنّت کے دروازوں میں ایک دروازہ ہے۔ اُس شخصیت کی عظمت کا بیان کون کرسکتا ہے کہ جس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھنا بھی باعث اجروثواب ہے۔ والدین کی اہمیت اس حدیث سے بالکل واضح ہے۔

حقوقِ زوجین: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں حقوقِ زوجین کو بھی بیان کیا ہے (سورۃ نساء، سورۃ روم:۲۱ اور سورۃ بقرہ:۱۸۷)۔ اس بیان کا مقصد یہی ہے کہ کسی کی حق تلفی اور دل آزاری نہ ہو۔ اس رشتے کا آغاز ہی اعتماد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ دونوں کے باہمی تعاون سے ہی گھر کا سکون بحال رہ سکتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے دونوں فریقین کا ایک دوسرے پر اعتماد بے حد ضروری ہے۔

قرآن میں ان دونوں کو ایک دوسرے کا ’لباس‘ کہا گیا ہے۔ ’لباس‘ سے مراد ایک دوسرے کی اچھائیوں کو سمجھنا اور کمزوریوں کی پردہ پوشی کرنا ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ دونوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں۔ اس رشتے میں ذہنی ہم آہنگی کا ہونا بھی اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے عورت کے لئے اپنے شوہر کا احترام لازم کیا، تو اس کا یہ مطلب ہرگز بھی نہیں کہ خاوند صرف اس بنیاد پر اندھی حاکمیت چلانے لگ جائے بلکہ شوہر کے جو اوصاف اسلام میں بتائے گئے ہیں، انہیں ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ”تم میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔“ (ترمذی)

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر انہیں ان کے حقوق کی یاددہانی کرائی گئی ہے، اور بعض مقامات پر تنبیہ بھی کی گئی ہے۔ اسی بنیاد پر انہیں ’راعی‘ کہہ کر بھی مخاطب کیا گیا ہے۔

اولاد کا حق: والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو اپنی استطاعت کے مطابق کھلائیں، پہنائیں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اللہ نے خصوصی طور پر والدین کو مخاطب کیا ہے کہ تم اپنے ماتحت کو رزقِ حلال کھلاؤ۔ بیٹا اور بیٹی کا فرق بالکل نہ کرو۔ رزق کی تنگی کے ڈر سے نہ انھیں قتل کرو اور نہ ان کے ساتھ بدسلوکی کرو۔ اصل میں والدین صرف ایک ذریعہ ہیں۔ حقیقی کفالت کرنے والا تو خدائے رحمٰن ہے، جو صاف صاف کہتا ہے کہ رزق دینے والا مَیں ہوں۔

”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: اجروثواب کے اعتبار سے وہ دینار بہتر ہے جو تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو“۔ (مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

اسی رشتے کی ایک اہم کڑی بھائی بہن کا تعلق ہے، جو نہایت مقدس اور پاکیزہ ہے۔ بھائی کو بہن کیلئے اس کا مان ہونا چاہئے، اسی طرح بہن کو بھی بھائی کے لئے اس کا فخر بننا چاہئے مگر بدقسمتی سے آج ہمارے معاشروں کے حالات اس کے برعکس ہیں اور کئی جگہوں پر بھائی بہنوں میں بھی اختلافات کی خبریں ملتی ہیں۔

پڑوسیوں کا حق: اللہ کے نبیؐ نے ہمیشہ اپنے گھر والوں اور صحابہ کرامؓ کو پڑوسیوں کے حقوق کے سلسلے میں عمدہ نصیحتیں کی ہیں۔ ان کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی بات اُمت مسلمہ پر بھی لازم آتی ہے۔ اس لئے کہ چھوٹی بڑی پریشانی میں پہلے پڑوسی شامل ہوتے ہیں، بعد میں رشتہ دار آتے ہیں۔ دو بھائیوں سے پہلے دو پڑوسیوں کا حساب لیا جائے گا۔ ایک مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سو جائے۔

”حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: جبریلؑ ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے۔“ (بخاری)

رشتہ داروں کے حقوق: حقوق العباد کی ایک اہم کڑی رشتہ داروں سے حُسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ان کے ساتھ ادب اور تمیز سے بات کرنا ہے۔ ان کے ساتھ نرمی اور صلہ رحمی کا معاملہ کرنا ہے، تاکہ رشتوں میں حُسن اور محبت قائم رہے۔ اس میں مضبوطی اور پائیداری رہے۔ اس طرح سے پیش آنے کے باوجود کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگلا شخص بدظن ہو اور اچھائی کا جواب بُرائی سے دے۔ ان حالات میں صبر کرتے ہوئے حُسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والوں کے لئے دگنا اجر ہے۔ ان رشتوں کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے: حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ”اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ دار اس سے کٹیں تو وہ ان سے جڑے۔“ (صحیح بخاری)

خادم کے حقوق: عرب میں عام رواج تھا کہ غلاموں سے کام لیا جاتا تھا۔ ان غلاموں کے ساتھ بعض لوگ نرمی کے ساتھ پیش آتے تھے اور بعض افراد بے جا سختی کرتے تھے۔ غلاموں کی اپنی کوئی زندگی نہیں تھی۔ ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسولؐ نے خادموں اور غلاموں کے ساتھ شفقت اور محبت کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وصال سے قبل جو الفاظ بیان فرمائے ان میں لفظ غلام بھی تھا۔

حدیث پاک کا حصہ ہے کہ ”غلاموں کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالے، جو اس کی طاقت سے باہر نہ ہو، اور اگر اس پر ایسے کام کا بوجھ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اسے نہ کر پا رہا ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔“ (صحیح بخاری)

بیوہ و یتیم کے حقوق: اسلام واحد مذہب ہے جس نے حقوقِ نسواں کو زمین پر نافذ کیا جس سے معاشرے میں خواتین کو ان کا جائز مقام ملا۔ اسی طرح یتیم بچوں کی کفالت کا بھی بہترین انتظام کیا۔

اس حکیمانہ نظام نے ایک ساتھ بیوہ اور یتیم دونوں کی کفالت کا مسئلہ حل کیا۔ یتیم کی کفالت یا سرپرستی کرنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اس کے ولی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے بالغ ہونے تک اس کے جان و مال کی حفاظت کرے، اسے ستائے نہیں بلکہ رحم دلی سے پیش آئے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ”مَیں اور یتیم کا سرپرست، ہم دونوں جنّت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا“۔ (صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب اللّعان، حدیث: ۵۰۰۲)

مسلمان کا مسلمان پر حق: ایک مسلم دوسرے مسلم بھائی کے لئے ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب ایک کسی پریشانی و مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو دوسرا اسے حوصلہ دیتا ہے۔ اسے صبر کی تلقین کرتا ہے۔ اس کی خوشی اور اس کے غم میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ ایک مومن طعنہ دینے والا نہیں ہوسکتا، حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ہلاکت کو دفع کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے، نہ اس کی تحقیر کرے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور آبرو حرام ہے“۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث: ۴۷۵۶)

حقوق العباد کی ادائیگی مرد و زن پر عائد ہوتی ہے۔ اللہ کے یہاں فیصلہ انسان کے اوصاف کی بنیاد پر ہوگا۔ جو انسان کسی ظلم کا بارِ گناہ اُٹھائے ہوئے آئے گا، خواہ اس نے حق تلفی اپنے خدا کے حقوق پر کی ہو، یا خلق خدا پر، یا پھر اپنے نفس پر، اسے کامیابی نہیں ملے گی۔ عدل و انصاف اور محبت و اخوت کا ساتھ دینے والوں کو ہی کامیابی حاصل ہوگی۔ بہتر اور صالح معاشرے کا وجود اسی احترام کا متقاضی ہے اور اس کی پاسداری ازحد ضروری۔

فکر بدلتی ہے تو کردار بدلتا ہے، کردار بدلتا ہے تو معاشرہ

قرآن مجید میں ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ”اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود کو نہ بدلے“ اس کے باوجود ہم میں کتنے ہیں جو فکر کرتے ہیں؟

انسان کی زندگی دراصل اس کی سوچ کا آئینہ ہوتی ہے۔ جس ذہن میں امید، ایمان، مقصد اور خیرخواہی کے چراغ روشن ہوں، وہاں کردار نور سے بھر جاتا ہے، فیصلے درست ہوتے ہیں اور منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جب فکر پر مایوسی، تعصب، خواہش نفس یا غلط روایات کا غلبہ ہو جائے تو انسان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں اور اس کی زندگی کا رخ بگڑ جاتا ہے۔ اسی لئے ہر حقیقی انقلاب کا آغاز انسان کے باطن سے ہوتا ہے، اور باطن کی اصلاح کا پہلا زینہ سوچ کی اصلاح ہے۔ روحانی اعتبار سے بھی دل، عقل اور فکر انسان کے وجود کا مرکز ہیں۔ جب دل ایمان سے منور ہوتا ہے، عقل وحی کی رہنمائی قبول کرتی ہے اور فکر حق کے سامنے جھک جاتی ہے تو پوری زندگی عبادت، خدمت اور خیر کا پیکر بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ظاہری اعمال سے پہلے انسان کے اندر کی دنیا کو سنوارنے پر سب سے زیادہ توجہ دی، کیونکہ جب فکر بدلتی ہے تو کردار بدلتا ہے، کردار بدلتا ہے تو معاشرہ بدلتا ہے، اور معاشرہ بدلتا ہے تو تاریخ کا دھارا تبدیل ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہؐ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی بنیادی دعوت ہی انسان کی سوچ، فکر اور زاویۂ نگاہ کو بدلنا ہے۔ قرآن بار بار انسان کو غور و فکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے: ”کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟“ (النساء: ۸۲) اور ”تاکہ تم عقل سے کام لو“ (البقرہ: ۷۳) جیسے ارشادات اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اسلام اندھی تقلید نہیں بلکہ شعوری ایمان چاہتا ہے۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرے“ (الرعد: ۱۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان کے باطن کی اصلاح کو اصل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: ”خبردار! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے، اور وہ دل ہے“ (بخاری، مسلم) گویا اسلام کی پوری تعلیم انسان کے دل، دماغ اور فکر کی تطہیر سے شروع ہوتی ہے تاکہ انسان کی زندگی ہر اعتبار سے سنور جائے۔

اسی طرح اس سے آگے بڑھ کر قرآن مجید نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو حق کو صرف اس لئے قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کی رسموں اور روایات کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔ قرآن نے اس طرز عمل کو اس طرح بیان کیا ہے: ”ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں“ (الزخرف: ۲۳) اس طرز عمل کا رد ایک مقام پر اس طرح ہے: ”کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں تب بھی؟“ (البقرۃ: ۱۷۰)

بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرے میں بھی ایسے بہت سے افراد موجود ہیں جو اپنی پرانی، غیرعلمی اور غلط سوچ کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ اگرچہ قرآن و سنت کی روشن تعلیمات ان کے سامنے آ جاتی ہیں، معتبر علماء کی رہنمائی بھی میسر ہوتی ہے اور عقل بھی کسی نئی حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے، لیکن وہ صرف اس وجہ سے اپنی سوچ بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے کہ ”ہم تو ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے آئے ہیں“۔ یہی ذہنی جمود ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اسلام انسان کو حق کا تابع بناتا ہے، نہ کہ عادت، ماحول یا معاشرتی دباؤ کا۔ جو شخص حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنی غلط فکر سے چمٹا رہے، وہ درحقیقت اپنی ترقی کے دروازے خود بند کر دیتا ہے۔

اگر ہم مذہبی زاویے سے ہٹ کر محض انسانی تاریخ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ بھی کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دنیا کے تمام عظیم انقلابات پہلے انسانوں کی سوچ میں پیدا ہوئے، پھر عملی زندگی میں ان کے اثرات ظاہر ہوئے۔ علم کی ترقی ہو، سائنسی ایجادات ہوں، معاشرتی اصلاحات ہوں، تعلیمی تحریکیں ہوں یا تہذیبی ارتقاء، ہر بڑی تبدیلی کا آغاز ایک نئے تصور، ایک نئی فکر اور ایک نئے زاویۂ نگاہ سے ہوا۔ جو قومیں اپنی سوچ کو علم، حکمت اور حقیقت کے مطابق ڈھالتی رہیں، وہ ترقی کرتی گئیں، اور جو ماضی کے جمود میں قید رہیں، وہ تاریخ کے حاشیے پر چلی گئیں۔ یہی ایک عالمگیر اصول ہے جسے اسلام نے چودہ سو سال پہلے انسانیت کے سامنے پیش کیا تھا۔

البتہ اسلام یہ بھی واضح کرتا ہے کہ ہر نئی سوچ قابل قبول نہیں ہوتی۔ ہماری فکر کی بنیاد ایمان، اخلاق، تقویٰ اور الٰہی ہدایت پر استوار ہونی چاہئے۔ اگر سوچ مذہبی اور اخلاقی اصولوں سے کٹ جائے تو وہ انسان کو ترقی کے بجائے تباہی کی طرف بھی لے جاسکتی ہے۔ اس لئے صحیح فکر پیدا کرنے کے لئے قرآن و سنت کا گہرا مطالعہ، دین کی مستند تعلیم، اہل علم کی رہنمائی اور نیک و صالح لوگوں کی صحبت ناگزیر ہے۔

تاریخ اسلام اس حقیقت کی گواہ ہے کہ اسلام نے سوچ کی اصلاح اور مثبت فکر کی جو تحریک برپا کی، اسی نے ایک منتشر، کمزور اور پسماندہ قوم کو دنیا کی قیادت عطا کر دی۔ یہی وہ فکر تھی جس نے صحرا نشین عربوں کو علم و حکمت کے امام، عدل و انصاف کا علمبردار، تہذیب و تمدن کا معمار اور انسانیت کا محسن بنا دیا۔ بعد کے ادوار میں بھی جب مسلمان قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی فکر کو تازہ کرتے رہے تو طب، فلکیات، ریاضی، فلسفہ، تعمیرات، تجارت اور حکمرانی سمیت ہر میدان میں دنیا نے ان کی برتری کو تسلیم کیا۔ لہٰذا اگر آج بھی ہم عزت، ترقی، استحکام اور قیادت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی سوچ کو قرآن و سنت کے نور سے منور کرنا ہوگا، تعصب اور جمود کو چھوڑنا ہوگا، علم و حکمت کو اختیار کرنا ہوگا اور ہر اس مثبت تبدیلی کو قبول کرنا ہوگا جو دین کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔

یہی اسلام کا پیغام ہے، یہی انفرادی و اجتماعی اصلاح کا راستہ ہے اور یہی ایک روشن اور کامیاب مستقبل کی ضمانت ہے۔

یہ ہے اسلام کی تعلیم!

اسلام نے بنیادی عقائد، عبادات اور مسلمہ دینی اصولوں میں پختگی اور استحکام کی تعلیم دی ہے، لیکن ان کے علاوہ زندگی کے تمام شعبوں میں حالات، وسائل اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق مفید تبدیلیوں کو قبول کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے علم حاصل کرنے، نئی زبانیں سیکھنے، مفید علوم و فنون اپنانے، حکمت و تدبیر سے کام لینے اور دنیا کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر زمانے کے مفید وسائل اختیار کیے، صحابہ کرامؓ نے نئے نئے علاقوں میں جا کر وہاں کے حالات کے مطابق دعوت، تعلیم، انتظام اور معاشرت کے بہترین نمونے پیش کئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام جمود کا نہیں بلکہ اصولوں پر ثابت قدم رہتے ہوئے مثبت تبدیلی اور تعمیری ارتقاء کا دین ہے۔

تربیت کا سب سے بڑا امتحان!

اس وقت نہیں ہوتا جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے، بلکہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ خود فیصلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

موجودہ ڈیجیٹل دور نے تربیت کے میدان کو پہلے سے کہیں زیادہ حساس بنا دیا ہے۔ آج بچے کے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹی سی اسکرین اسے لمحوں میں پوری دنیا سے جوڑ دیتی ہے۔ یہ ذریعہ علم کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے اور گمراہی کا راستہ بھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے ساتھ رہنمائی موجود ہے یا نہیں۔ اگر والدین صرف موبائل چھین لینے کو تربیت سمجھیں تو مسئلہ حل نہیں ہوگا، کیونکہ پابندی وقتی اثر رکھتی ہے، جبکہ صحیح سوچ پوری زندگی کی رہنما بنتی ہے۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ بچے کے اندر اتنی فکری پختگی پیدا کی جائے کہ وہ اچھے اور برے کے درمیان خود فرق کرنے کے قابل ہو جائے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بچے کانوں سے کم اور آنکھوں سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ والدین اگر خود بزرگوں کا احترام کریں، نرم لہجے میں گفتگو کریں، وعدے کی پابندی کریں اور دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک اختیار کریں تو یہی تعلیم خاموشی سے بچوں کے دل میں منتقل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر زبان احترام کا درس دے اور عمل اس کے برعکس ہو تو بچے الفاظ کو نہیں بلکہ کردار کو اختیار کرتے ہیں۔ اسی لئے بہترین تربیت وہ ہے جو نصیحت سے پہلے عملی نمونے کی صورت میں سامنے آئے۔

چند روز قبل سفر کے دوران ایک ایسا منظر دیکھنے کو ملا جس نے دل میں کئی سوالات پیدا کر دیئے۔ صبح کا وقت تھا۔ ایک ضعیف والد نہایت محبت سے اپنی جوان بیٹی کو ناشتے کے لئے جگانے آئے۔ ان کی آواز میں شفقت تھی، مگر جواب میں بیٹی نے جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا: ”مجھے ناشتہ نہیں کرنا، بار بار کیوں مجھے پریشان کر رہے ہیں؟“ الفاظ مختصر تھے، لیکن ان کے اندر چھپی بے زاری بہت گہری تھی۔ سفر ابھی جاری تھا اور پورے راستے اسی چڑچڑے پن اور سخت مزاجی کا بار بار مشاہدہ ہوتا رہا۔ اس ایک واقعے نے یہ احساس مزید مضبوط کر دیا کہ اولاد کو صرف تعلیم یافتہ بنانا کافی نہیں، بلکہ ادب، احترام، خوش مزاجی اور نرم دلی سکھانا اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے، کیونکہ علم انسان کو قابل بنا سکتا ہے، مگر اخلاق ہی اسے محبوب بناتے ہیں۔

یہ واقعہ کسی ایک گھر کی کہانی نہیں بلکہ بدلتے ہوئے معاشرے کا آئینہ ہے۔ جب بچوں کو ہر سہولت تو دی جاتی ہے مگر صبر نہیں سکھایا جاتا، ہر خواہش پوری کی جاتی ہے مگر شکر ادا کرنا نہیں سکھایا جاتا، ہر کامیابی کی تعریف ہوتی ہے مگر بڑوں کی عزت کا شعور پیدا نہیں کیا جاتا، تو شخصیت کے اندر ایک ایسا خلا پیدا ہو جاتا ہے جو بعد میں تعلقات کو کمزور کر دیتا ہے۔ پھر والدین حیران ہوتے ہیں کہ اتنی محنت کے باوجود اولاد کے دلوں میں وہ محبت اور احترام کیوں پیدا نہ ہوسکا جس کی وہ امید رکھتے تھے۔

تربیت کا سب سے بڑا امتحان اس وقت نہیں ہوتا جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے، بلکہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ خود فیصلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ بچپن میں والدین کا حکم بچے کو خاموش کرا سکتا ہے لیکن جوانی میں صرف وہی تربیت اسے درست راستے پر قائم رکھتی ہے جو برسوں کے کردار، محبت اور حکمت سے اس کے اندر راسخ ہو چکی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت کا اصل مقصد وقتی اطاعت حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسی شخصیت تیار کرنا ہے جو تنہائی میں بھی صحیح اور غلط کے درمیان فرق کر سکے۔ قدرت کا ایک اٹل قانون ہے کہ ہر عمل اپنے انجام کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ کسان اگر بیج بوتے وقت غفلت کرے تو فصل پکنے کے بعد افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح والدین اگر تربیت کے ابتدائی مرحلے میں کوتاہی کریں تو وقت گزرنے کے بعد صرف شکایتیں رہ جاتی ہیں۔ جو بچے بچپن میں والدین کی محبت کے ساتھ ان کا ادب بھی سیکھتے ہیں، وہ جوان ہو کر ان کی لاٹھی بنتے ہیں اور جو صرف اپنی خواہشات کے عادی بنا دیئے جاتے ہیں، وہ اکثر والدین کی ضرورت کے وقت خود کو ان سے دور کر لیتے ہیں۔ اس لئے تربیت کا ہر لمحہ درحقیقت مستقبل میں ہونے والی ملاقات کی تیاری ہے؛ انسان اپنی ہی محنت کا پھل پاتا ہے۔

والدین کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ہر بچہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ جس طرح ہر زمین کی ساخت مختلف ہوتی ہے، اسی طرح ہر دل کا مزاج بھی الگ ہوتا ہے۔ کہیں محبت زیادہ اثر کرتی ہے، کہیں نرمی کے ساتھ سمجھانا، اور کہیں خاموشی بھی بہترین نصیحت بن جاتی ہے۔ کامیاب مربی وہ ہے جو صرف حکم دینا نہیں جانتا بلکہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس دل تک پہنچنے کا راستہ کیا ہے۔ سختی اگر محبت سے خالی ہو تو بغاوت پیدا کرتی ہے، اور محبت اگر اصولوں سے خالی ہو تو بے راہ روی کو جنم دیتی ہے۔ اعتدال ہی وہ راستہ ہے جو شخصیت کو مضبوط بناتا ہے۔

ایک صالح معاشرہ قانون سے پہلے گھروں میں بنتا ہے۔ اگر گھروں میں احترام، رحم، ذمہ داری اور حسنِ اخلاق کی بنیاد مضبوط ہو تو معاشرے کو امن دینے کے لئے زیادہ قوانین کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن جب گھر تربیت سے خالی ہو جائیں تو پھر ادارے، نصیحتیں اور سزائیں بھی کردار کی اس کمی کو پوری نہیں کر سکتیں جو بچپن میں پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ صرف ایک بچے کی پرورش نہیں کر رہے، بلکہ آنے والے معاشرے کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی نہیں کہ بچوں کو صرف کامیاب انسان بنایا جائے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ انہیں اچھا انسان بنایا جائے۔ ایسی کامیابی جو انسان کو والدین سے دور کر دے، اس کی زبان سے احترام چھین لے، اس کے دل سے رحم ختم کر دے اور اس کے مزاج میں تکبر پیدا کر دے، وہ کامیابی نہیں بلکہ ایک خوبصورت ناکامی ہے۔ حقیقی کامیابی وہ ہے جس میں علم کے ساتھ حلم، ترقی کے ساتھ تواضع، طاقت کے ساتھ رحم اور احساسِ ذمہ داری بھی موجود ہو۔

ایک سوال پر غور کیجئے!

آخر میں ہر والدین اور ہر اولاد کو ایک لمحے کے لئے اپنے دل سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے کہ اگر آج گھر کا ماحول آئندہ نسل کے لئے نمونہ بن جائے تو کیا اس پر فخر کیا جا سکے گا؟ اگر جواب ہاں میں نہیں، تو تبدیلی کا بہترین وقت کل نہیں بلکہ آج ہے۔ کیونکہ بچے نصیحتوں سے کم اور زندگی کے مناظر سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ جو محبت، احترام اور حسنِ اخلاق آج ان کے دلوں میں بویا جائے گا، کل وہی سایہ بن کر والدین پر لوٹے گا۔ تربیت کا ہر اچھا عمل دراصل مستقبل میں اپنے ہی لئے روشنی جمع کرنا ہے، اور یہی روشنی خاندانوں کو بکھرنے سے بچاتی، معاشروں کو سنوارتی اور نسلوں کو عظمت عطا کرتی ہے۔

محاسبہ کیجئے، کس کی غلطی ھے؟

اسلام نے دینی احکامات پر عمل کرنے کو آسان بنایا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہر گزرتے وقت کے ساتھ ہم خود اسے مشکل بنا رہے ہیں۔

دنیا کا ہر نظام ایک مقررہ وقت کا پابند ہے۔ سورج اگر اپنی گھڑی سے چند گھنٹے پہلے طلوع ہو جائے یا موسم اپنی حدود سے تجاوز کر جائیں تو پوری کائنات کا توازن بگڑنے لگتا ہے۔ بیج اگر وقت پر زمین میں نہ ڈالا جائے تو اس کی قوتِ نمو کمزور پڑ جاتی ہے، اور پھل اگر اپنی مدت سے زیادہ درخت پر چھوڑ دیا جائے تو اس کی تازگی باقی نہیں رہتی۔ قدرت کا یہ اصول صرف درختوں، موسموں اور ستاروں تک محدود نہیں، بلکہ انسانی زندگی بھی اسی ضابطے کے تحت چلتی ہے۔ انسان کی ہر جسمانی، ذہنی اور جذباتی ضرورت کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے۔ جب اس وقت کو بلاوجہ مؤخر کیا جاتا ہے تو نقصان صرف وقت کا نہیں ہوتا بلکہ شخصیت، جذبات اور پورے معاشرے کا ہوتا ہے۔

اسلام نے اسی فطری حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے نکاح کو محض ایک معاشرتی رسم نہیں، بلکہ عفت، سکون، ذمہ داری اور پاکیزہ معاشرے کی بنیاد قرار دیا۔ شریعت نے نکاح کو آسان بنایا اور اس کے راستے میں غیر ضروری رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ لیکن اسی مقام پر ایک سوال ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے کہ اگر اسلام نے نکاح کو پاکیزگی کا ذریعہ بنایا ہے تو پھر ہماری بیٹیاں برسوں تک اسی دروازے کے کھلنے کا انتظار کیوں کرتی رہتی ہیں؟ آخر وہ کون سی دیواریں اور رکاوٹیں ہیں؟

اس کے جواب میں معاشرے کی کئی تلخ حقیقتیں سامنے آتی ہیں۔ کہیں برادری کی قید ہے، کہیں خاندان کی انا، کہیں مال و دولت کا غرور، کہیں ظاہری حسن کو معیار بنا لیا گیا ہے، اور کہیں ایسی بے جا توقعات جنہیں پورا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تمام شرائط انسان نے خود بنائی ہیں، مگر ان کی قیمت بیٹیوں کی جوانی ادا کرتی ہے۔ شرائط والدین کی ہوتی ہیں، انتظار بیٹیوں کا ہوتا ہے اور وقت ان کی عمر سے کٹتا رہتا ہے۔ بعض والدین کہتے ہیں کہ ”ہم اپنی بیٹی کے لئے بہترین رشتہ چاہتے ہیں۔“ سوال یہ ہے کہ بہترین کی تعریف کیا ہے؟ کیا بہترین وہ ہے جس کے پاس دولت زیادہ ہو، یا وہ جو اللہ سے ڈرتا ہو، کردار کا پاکیزہ ہو اور ذمہ داری اٹھانے کی صلاحیت رکھتا ہو؟ اگر معیار صرف مال، برادری اور ظاہری حیثیت بن جائے تو پھر دینداری صرف تقریروں کا موضوع رہ جاتی ہے، گھروں کے فیصلوں کا نہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رزق کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں۔ انسان اپنی قسمت کا رزق لے کر دنیا میں آتا ہے۔ اگر معاشی تنگی ہی نکاح میں تاخیر کی سب سے بڑی وجہ ہوتی تو دنیا کے غریب ترین گھر کبھی آباد نہ ہوتے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کتنے ہی گھر ایسے ہیں جن کی بنیاد دولت پر نہیں بلکہ اعتماد، قناعت اور اللہ پر توکل پر رکھی گئی، اور وہی گھر بعد میں خوشیوں اور برکتوں کی مثال بن گئے۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنی دینداری کے اظہار میں تو بہت حساس ہے، مگر اپنی بیٹیوں کے بنیادی حقوق کے معاملے میں غیر معمولی غفلت کا شکار ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کی نگاہ اللہ رسولؐ کی اس تنبیہ پر کیوں نہیں پڑتی، یا شاید وہ اسے دین کے عملی احکام میں شمار ہی نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ وہ بہت مال والا ہو۔ پھر فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ وہ بہت مالدار ہو تب بھی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ وہ مالدار ہو۔

(مجمع الزوائد، ج: ۴ بحوالہ معجم طبرانی اوسط)

یہ حدیث محض ایک فضیلت بیان نہیں کرتی بلکہ ایک ایسا آئینہ سامنے رکھتی ہے جس میں والدین، سرپرست اور صاحبِ اختیار اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ افسوس اس بات کا نہیں کہ رشتے کم ہیں؛ افسوس اس بات کا ہے کہ شرائط زیادہ ہیں۔ افسوس اس بات کا نہیں کہ وسائل محدود ہیں؛ افسوس اس بات کا ہے کہ خواہشات بے حد بڑھ گئی ہیں۔ آج بعض گھروں میں کردار سے زیادہ بینک بیلنس، دینداری سے زیادہ ملازمت کا عہدہ، اخلاق سے زیادہ خاندان کا نام اور انسان سے زیادہ اس کی جیب کا وزن دیکھا جاتا ہے۔ پھر حیرت بھی کی جاتی ہے کہ نیک رشتے کیوں نہیں ملتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب معیار بدل جاتے ہیں تو برکتیں بھی رخصت ہونے لگتی ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی ترجیحات پر دوبارہ غور کریں۔ اگر اپنی برادری میں مناسب رشتہ نہ ملے تو ایک مسلمان ہونے کا رشتہ کافی ہونا چاہیے۔ اگر آمدنی کم ہو لیکن کردار بلند ہو تو ایسے رشتے کو دولت کی کمی کی وجہ سے رد نہ کیا جائے۔ مال بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے، حسن ڈھل جاتا ہے، دنیاوی مرتبے بدلتے رہتے ہیں، مگر ایمان، حسنِ اخلاق اور ذمہ داری وہ سرمایہ ہے جس پر ایک پائیدار خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

قیامت کے دن انسان سے صرف اپنی عبادتوں کا حساب نہیں ہوگا، بلکہ اپنی ذمہ داریوں کا بھی سوال ہوگا۔ اس دن نہ برادری کام آئے گی، نہ معاشرتی وقار، نہ لوگوں کی تعریفیں؛ وہاں صرف نیت، ذمہ داری اور عمل کا وزن ہوگا۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی سوچ بدل لیں۔ نکاح کو مشکل بنانے اور بنائے رکھنے کے بجائے آسان کریں، رسموں کے بجائے سنت کو زندہ کریں، لوگوں کی رضا کے بجائے اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں، اور اپنی اولاد کے لیے وہ دروازہ کھول دیں جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے عزت، سکون اور پاکیزگی کا دروازہ قرار دیا ہے۔

ہم آزادی کا جشن کیوں منائیں؟

محمد فداء المصطفیٰ قادری

میں بحیثیتِ ایک ہندوستانی، برسوں سے اس ملک کے حالات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ بالخصوص 2014ء سے 2026ء تک کا عرصہ میرے سامنے ہے۔ بلاشبہ یہ دور، خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے لیے، امتحان، مشکلات، پریشانیوں اور مختلف النوع مصائب سے عبارت رہا ہے۔ بعض حالات ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ سوال ذہن میں ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہم آزادی کا جشن کس بنیاد پر منائیں؟ یہ سوال محض جذباتی نہیں، بلکہ ایک ہندوستانی شہری کی حیثیت سے میرے شعور، مشاہدے اور احساسِ ذمہ داری کا نتیجہ ہے۔

حالیہ برسوں میں، بالخصوص بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی (کی حکومت والی متعدد ریاستوں میں، مسلمانوں کو مختلف نوعیت کے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مدارس و مکاتب، مساجد، خانقاہوں، مزارات، اوقاف کی املاک اور قبرستانوں سے متعلق تنازعات نے ایک بڑے طبقے کے اندر بے چینی پیدا کی ہے۔ بعض مقامات پر انہدامی کارروائیوں، بعض جگہوں پر تجاوزات کے الزامات اور بعض مقامات پر مذہبی مقامات کی ملکیت سے متعلق تنازعات نے حالات کو مزید حساس بنا دیا ہے۔

یہ صورتِ حال صرف ایک مذہبی طبقے کے لیے تشویش کا باعث نہیں ہونی چاہیے؛ بلکہ ایک جمہوری ملک میں کسی بھی شہری کے بنیادی حقوق، مذہبی آزادی، جان و مال کے تحفظ اور عزت و وقار پر سوال اٹھے تو ہر انصاف پسند انسان کو فکر مند ہونا چاہیے۔

گزشتہ ایک دہائی سے زیادہ عرصے کے حالات پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستانی مسلمان جذباتی، سماجی، تعلیمی اور اقتصادی سطح پر مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ بعض اوقات سیاسی بیانات میں مسلمانوں کو ملک سے نکالنے یا انہیں پاکستان بھیجنے جیسے نعرے بھی سنائی دیتے ہیں۔ ایسے ماحول میں ایک فطری سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ آج مسلمانوں کی ہندوستانی شہریت اور وفاداری پر سوال اٹھاتے ہیں، وہ تاریخ کے ان ابواب کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں جن میں مسلمانوں نے اس ملک کی آزادی کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں؟

اگر ہم آزادیِ ہند کی تاریخ کا غیر جانب دارانہ مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے تحریکِ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ علامہ فضلِ حق خیرآبادی ان جلیل القدر شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی کے دوران انگریز اقتدار کے خلاف مزاحمت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی جدوجہد اس بات کی ایک روشن مثال ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی تاریخ کسی ایک مذہب، قوم یا طبقے کی تاریخ نہیں، بلکہ مختلف طبقات کی مشترکہ جدوجہد کی تاریخ ہے۔

1857ء کی جدوجہد میں ہندو، مسلمان اور دیگر طبقات کے افراد نے اپنی اپنی حیثیت سے حصہ لیا۔ یہی مشترکہ جذبہ آگے چل کر آزادی کی تحریک کے مختلف مراحل میں بھی نظر آتا ہے۔ اس لیے ہندوستان کی آزادی کو کسی ایک طبقے کی میراث قرار دینا تاریخ کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہم مسلمان اس چمن کے وفادار تھے، وفادار ہیں اور ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ ہماری تاریخ اس سرزمین کے لیے دی جانے والی قربانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اسی احساس کی ترجمانی راحت اندوری کے معروف اشعار میں یوں ہوتی ہے:

ہمارا خون ہے شامل یہاں کی مٹی میں
کسی کے باپ کا ہندوستان تھوڑی ہے
لگے گی آگ تو آئیں گے کئی گھر زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے

یہ اشعار محض جذبات کا اظہار نہیں بلکہ ایک گہری حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں: نفرت کی آگ کسی ایک گھر تک محدود نہیں رہتی۔ اگر معاشرے میں مذہبی، لسانی یا طبقاتی نفرت کو ہوا دی جائے تو بالآخر اس کی لپیٹ میں پورا ملک آ تا ہے۔

آزادی کا مطلب کیا ہے؟

یہاں ایک بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے: آزادی آخر ہے کیا؟ کیا صرف یہ کافی ہے کہ ایک ملک غیر ملکی حکمرانوں کے قبضے سے آزاد ہو جائے؟ یا آزادی کا حقیقی مفہوم اس سے کہیں وسیع ہے؟ میرے نزدیک آزادی کا مطلب صرف جغرافیائی آزادی نہیں، بلکہ فکر، اظہار، تعلیم، مذہبی آزادی، مساوات، انصاف، انسانی وقار اور بنیادی حقوق کی ضمانت بھی ہے۔ اگر ایک شہری اپنے مذہب پر عمل کرنے، اپنی بات کہنے، تعلیم حاصل کرنے، اپنے حقوق کے لیے پُرامن آواز بلند کرنے یا قانون کے سامنے مساوی سلوک کی توقع رکھنے میں خوف محسوس کرے تو ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ آزادی کے اصل مقاصد کہاں تک حاصل ہوئے ہیں۔ ہم جسمانی اعتبار سے آزاد ضرور ہیں، لیکن اگر ہماری سوچ تعصب، نفرت، اندھی تقلید اور سیاسی تقسیم کی غلام بن جائے تو ہمیں اپنی ذہنی و فکری آزادی پر بھی غور کرنا ہوگا۔

تعلیم: نوجوانوں کا سب سے بڑا حق

کسی بھی قوم کی ترقی کی بنیاد تعلیم ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں امتحانات، تعلیمی نظام، بے روزگاری، فیسوں اور مقابلہ جاتی امتحانات سے متعلق مسائل نے لاکھوں نوجوانوں کو پریشان کیا ہے۔ امتحانی پرچوں کے افشا ہونے کے واقعات نے طلبہ کے مستقبل پر سوالیہ نشان پیدا کیے ہیں۔ ایک طالب علم برسوں محنت کرتا ہے، اپنے والدین کی امیدوں کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، اور جب امتحان کے نظام کی کمزوری یا پرچے کے افشا ہونے سے اس کی محنت متاثر ہوتی ہے تو اس کا نقصان صرف ایک طالب علم کا نقصان نہیں رہتا؛ بلکہ یہ پورے ملک کے مستقبل کا نقصان بن جاتا ہے۔

اسی طرح جب نوجوان اپنے جائز مطالبات کے لیے احتجاج کرتے ہیں تو ریاستی اداروں کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ تحمل، قانون اور جمہوری اصولوں کے مطابق برتاؤ کریں۔ اختلافِ رائے کو جرم سمجھنا جمہوری روح کے منافی ہے۔

کیا ترقی صرف دعوؤں کا نام ہے؟

ترقی یافتہ ملک ہونے کا مطلب صرف بڑی عمارتیں، چند بڑے منصوبے یا عالمی سطح پر بڑے دعوے کرنا نہیں ہے۔ حقیقی ترقی اس وقت ہوتی ہے جب عام شہری کی زندگی آسان ہو، تعلیم معیاری اور قابلِ رسائی ہو، علاج کی سہولت عام آدمی تک پہنچے، روزگار کے مواقع بڑھیں، مہنگائی پر قابو پایا جائے، کسان مطمئن ہو، مزدور باعزت زندگی گزار سکے اور نوجوان اپنے مستقبل کے بارے میں پُرامید ہوں۔

اگر عام آدمی مہنگائی، بے روزگاری، تعلیمی اخراجات، علاج کے بڑھتے ہوئے خرچ اور روزمرہ ضروریات کی قیمتوں سے پریشان ہو تو ہمیں ترقی کے دعوؤں کے ساتھ زمینی حقیقت کو بھی دیکھنا ہوگا۔ پیٹرول، گیس، خوراک، تعلیم، علاج اور دیگر بنیادی ضروریات کی قیمتیں جب عام آدمی کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جائیں تو حکومت سے سوال کرنا ہر شہری کا حق ہے۔ سوال کرنا ملک دشمنی نہیں؛ بلکہ ایک زندہ جمہوریت کی علامت ہے۔

مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں

یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کسی ایک طبقے کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو صرف اسی طبقے کا مسئلہ سمجھنا خطرناک ہے۔ اگر آج کسی مسلمان کے بنیادی حق کو پامال کیا جاتا ہے اور باقی معاشرہ خاموش رہتا ہے تو کل یہی اصول کسی دوسرے شہری کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اگر آج کسی ایک مذہب کے ماننے والے کی آزادی محدود ہوتی ہے تو کل کسی دوسرے مذہب، زبان، ذات یا علاقے سے تعلق رکھنے والا شخص بھی اس کا شکار ہو سکتا ہے۔

اسی لیے ہندوستان کی اصل طاقت اس کے تنوع میں ہے۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، بدھ، جین اور دیگر طبقات اس ملک کے برابر کے شہری ہیں۔ ہندوستان کسی ایک مذہب یا طبقے کی جاگیر نہیں؛ یہ ان تمام لوگوں کا وطن ہے جو اس سرزمین کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔

پھر ہم آزادی کا جشن کیوں منائیں؟

اب سوال کی طرف واپس آتے ہیں: ہم آزادی کا جشن کیوں منائیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ ہم آزادی کا جشن صرف اس لیے نہیں مناتے کہ ہمارے ملک کو 1947ء میں برطانوی اقتدار سے آزادی ملی تھی؛ ہم اس لیے بھی جشن مناتے ہیں کہ آزادی ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کی یاد ہے، اور یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اس آزادی کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ آزادی کا جشن دراصل ایک عہد ہونا چاہیے:

کہ ہم ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

کہ ہم مذہبی نفرت کے خلاف کھڑے ہوں گے۔

کہ ہم ہر شہری کے بنیادی حقوق کا احترام کریں گے۔

کہ ہم تعلیم، انصاف اور مساوات کے لیے جدوجہد کریں گے۔

کہ ہم اختلافِ رائے کو برداشت کریں گے۔

کہ ہم ہندوستان کو کسی ایک مذہب کا نہیں بلکہ تمام ہندوستانیوں کا وطن سمجھیں گے۔

ہمیں آزادی کے جشن کو صرف جھنڈے لہرانے، تقریریں کرنے اور رسمی پروگراموں تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آزادی کے بنیادی مقاصد ہماری اجتماعی زندگی میں کس حد تک موجود ہیں۔ اگر کہیں ناانصافی ہے تو اس کے خلاف آواز اٹھانا بھی حب الوطنی ہے۔ اگر کہیں ظلم ہے تو مظلوم کا ساتھ دینا بھی حب الوطنی ہے۔ اگر کہیں نفرت پھیلائی جا رہی ہے تو محبت، اتحاد اور بھائی چارے کی دعوت دینا بھی حب الوطنی ہے۔ اور جو لوگ آج اقتدار کے نشے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان صرف ان کا ہے، انہیں راحت اندوری کا یہ شعر یاد رکھنا چاہیے:

جو آج صاحبِ مسند ہیں، کل نہیں ہوں گے
کرائے دار ہیں، ذاتی مکان تھوڑی ہے

اقتدار عارضی ہے، لیکن ملک باقی رہتا ہے۔ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں، مگر وطن نسلوں تک قائم رہتا ہے۔ اس لیے کسی بھی حکمران، جماعت یا طبقے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہندوستان کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ لے۔ ہم مسلمان اس ملک کے شہری ہیں۔ ہماری تاریخ اس سرزمین سے جڑی ہوئی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس کی آزادی کے لیے قربانیاں دی ہیں، اور ہم آج بھی اس ملک کی ترقی، امن، استحکام اور خوش حالی چاہتے ہیں۔

ہمیں کسی سے حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔

ہمارا خون اس مٹی میں شامل ہے، ہماری دعائیں اس ملک کے لیے ہیں، ہماری جدوجہد اس ملک کی بہتری کے لیے ہے، اور ہمارا مستقبل بھی اسی ہندوستان سے وابستہ ہے۔ لہٰذا سوال یہ نہیں کہ ہم آزادی کا جشن کیوں منائیں؟ اصل سوال یہ ہے کہ ہم اس آزادی کو حقیقی معنوں میں کیسے محفوظ رکھیں، کیسے مضبوط کریں، اور کیسے ایسا ہندوستان بنائیں جہاں کسی شہری کو اس کے مذہب، ذات، زبان یا شناخت کی بنیاد پر خوف محسوس نہ ہو۔

ایسا ہندوستان جہاں آزادی صرف کتابوں میں لکھی ہوئی ایک تاریخ نہ ہو، بلکہ ہر شہری کی زندگی میں محسوس ہونے والی ایک حقیقت ہو۔ تب آزادی کا جشن بھی حقیقی ہوگا، اور ہندوستان بھی حقیقی معنوں میں آزاد، جمہوری اور انصاف پسند ملک کہلانے کا مستحق ہوگا۔

جب مَیں گم ہو گیا تھا

تسکین زیدی

مَیں حیران و پریشان پلیٹ فارم پر کھڑا گھبرا کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ ممی پاپا اور بہن بھائیوں کا دور تک کہیں پتہ نہیں تھا۔ کسی کو وہاں نہ پاکر کافی فکرمند ہوگیا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ میں کہاں جاؤں کیا کروں؟ یہ لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر کس طرف چلے گئے؟ ایک پولیس والا مجھے گھورتا ہوا پاس سے گزر گیا میں اور پریشان ہوگیا۔ گھبراہٹ کے باعث میرے جسم سے پسینہ ٹپکنے لگا میں انتہائی فکرمند اور الجھن میں تھا کہ اب کیا کروں؟ میرے پاس پیسے نہ تھے اور نہ ہی ٹکٹ۔ میں سوچنے لگا کہ کہیں مجھے بغیر ٹکٹ کے جرم میں جیل نہ بھیج دیا جائے۔ مجھے بڑی لائن کے چار باغ اسٹیشن کا راستہ بھی معلوم نہ تھا۔ میں تو اسی چھوٹی لائن کے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک اور ۲/ پر چکر کاٹ رہا تھا۔ میری نظر دیوار پر لگے کلاک پر تھی گیارہ بجنے والے تھے۔ ڈیڈی نے بتایا تھا کہ نوچندی ایکسپریس گیارہ بج کر تیس منٹ پر لکھنؤ چار باغ سے چھوٹتی ہے۔

ہوا یوں کہ جب ہم لوگ کانپور سے میٹر گیج کی ٹرین سے لکھنؤ چھوٹی لائن کے اسٹیشن پر ۸/ بجے رات میں اُترے تو سامان رکھ کر اور کچھ دیر ٹھہر کر پلیٹ فارم نمبر ۲/ پر کھانا کھا یا پھر آرام کرنے لگے۔ ۹/ بجے یہاں سے بڑی لائن کے چار باغ اسٹیشن کو چلنا تھا۔ سامان زیادہ تھا۔ دو بڑے بڑے بکس، دو ہولڈال، ایک واٹر کولر اور کئی چھوٹے چھوٹے سامان بھی۔ ممی نے کئی قلیوں سے بات کی لیکن ان کی مانگ زیادہ تھی جبکہ ٹرالی کے ذریعہ بھی بیس روپے کی اُجرت میں بآسانی پہنچ جاتا۔ اس لئے ڈیڈی ٹرالی والے کی تلاش میں چلے گئے۔

میں نے سوچا ابھی تو چلنے میں کچھ دیر ہے۔ چلو پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرلیں اور میں کسی کو بتائے بغیر ٹہلتے ٹہلتے پلیٹ فارم نمبر وَن پر آگیا۔ یہ خیال بھی نہ رہا کہ سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے اور ہمیں چار باغ جنکشن کے پلیٹ فارم نمبر ۵/ پر جانا ہے۔

میں ٹہلتا ہوا ایک بک اسٹال پر پہنچ گیا۔ جہاں کئی نئی میگزینوں کے دلچسپ مطالعہ نے مجھے ایسا محو کر دیا کہ وقت کا صحیح اندازہ ہی نہیں ہوا۔ اب جو میں نے کلاک کو دیکھا تو وہ دس بجا رہی تھی۔ میں گھبرا کر تیزی سے پلیٹ فارم نمبر ۲/ کی جانب دوڑا۔ وہاں پہنچ کر اور کسی کو وہاں نہ پاکر میں کافی پریشان ہوگیا۔ گھبرا کر چاروں طرف دیکھنے لگا مگر وہاں دور دور تک کوئی نہ تھا۔ میں حیران و پریشان کھڑا رہ گیا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں کدھر جاؤں؟ یہ لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر کس طرف چلے گئے۔

میں نے لکھنؤ اسٹیشن پر پہلی بار دیکھا تھا اور یہاں سے بڑی لائن جانے کا راستہ بھی نہیں معلوم تھا میں سوچنے لگا شاید یہ لوگ یہ سوچ کر وہاں چلے گئے کہ میں خود وہاں آجاؤں گا۔ آخر وہ کب تک میرا انتظار کرتے ٹرین کے چھوٹنے کا وقت ہو رہا تھا۔ یقیناً ممی اور ڈیڈی سب میری وجہ سے پریشان ہوں گے اور تلاش کرتے ہوئے یہاں بھی آئیں گے اس لئے مجھے یہاں سے کہیں نہیں چلنا چاہئے۔

اسی وقت پاس کھڑے دو مسافروں کی گفتگو نے مجھے چونکا دیا۔ ان دنوں لکھنؤ اسٹیشن پر بچوں کو پکڑنے والا گروہ بہت سرگرم ہے۔ آج بھی دو بچوں کے غائب ہونے کی خبر اخبار میں چھپی ہے۔ جی آر پی والے اس سلسلہ میں سخت پریشان نظر آرہے ہیں بھکاریوں پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔''

میں اس خبر سے اور کانپ گیا۔ تبھی مجھے ایک شور سنائی دیا ''پکڑو پکڑو.... وہ میرا بٹوہ لے گیا۔

اور میں نے دیکھا کہ دو آدمی ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ پھر ریلوے پولیس آگئی اور اس جیب کترے کو پکڑ کر ہتھکڑی ڈال کر میرے سامنے ہی لے کر چلی گئی۔ پولیس والوں نے مجھے بھی گھور کر دیکھا جس نے میری پریشانی اور بڑھا دی اب میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں؟

پھر مجھے یوں لگا جیسے ممی مجھے پکار رہی ہیں۔ ڈیڈی مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔ ''یہ گڈّو بڑا شریر ہوگیا ہے نظر چھپکی اور غائب ہوگیا اس کے پاس نہ پیسے ہیں اور نہ ہی ٹکٹ، ٹرین آنے کا وقت بھی ہوگیا اب کیا ہوگا؟ کہیں وہ کسی غلط آدمی کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ جایئے اسے جاکر وہیں ڈھونڈیئے ورنہ میں رامپور نہیں جاؤں گی۔'' دور سے ممی کی آواز آئی۔

اور جیسے ڈیڈی دلاسہ دیتے ہوئے کہہ رہے ہوں ''گھبراؤ نہیں خدا پر بھروسہ رکھو ایسا کچھ نہ ہوگا وہ بارہ سال کا سمجھدار لڑکا ہے۔ کوئی ننھا منا بچہ نہیں کہ کوئی بہلا پھسلا کر اسے اپنے ساتھ لے جائیگا۔ میں ایک بار پھر انکوائری آفس سے اناؤنس کراتا ہوں۔ جمال سے کہو وہ پلیٹ فارم پر نظر رکھے۔''

اور میں خیالوں سے چونک کر پھر ٹہلنے لگا میرے کان اسٹیشن کے اسپیکر کی طرف بار بار متوجہ ہونے لگے۔ جب بھی کوئی اناؤنسمنٹ ہوتا تو میں توجہ سے سنتا اس امید کے ساتھ کہ شاید میرے لئے کوئی خبر ہو کوئی پیغام ہو۔

گیارہ بجاتی ہوئی کلاک نے مجھے یاد دلایا کہ نوچندی ایکسپریس کے آنے کا وقت ہوگیا ہے میں بار بار اللہ سے دعا مانگ رہا تھا کہ مجھے گھر والوں سے ملا دے۔

کئی قلیوں سے پوچھا لیکن کسی نے بھی گائیڈ نہ کیا شاید مجھے لڑکا سمجھ کر ٹال کر چلے گئے۔ اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ میں ان کے ساتھ ہوں یا نہیں۔ آخر ایسی بھی کیا جلدی تھی۔ ٹکٹ کے بغیر میں باہر بھی تو نہیں جاسکتا اور اگر کسی کو کچھ بتاؤں بھی تو وہ میری اس کہانی پر یقین نہ کرے گا۔

میں اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک میری نظر ڈیڈی پر پڑی جو میری تلاش میں سرگرداں چلے آ رہے تھے۔ بال بکھرے ہوئے اور چہرے سے پریشانی عیاں تھی۔

میں نے انہیں پکارا ''ڈیڈی.... ڈیڈی!''

وہ مجھے دیکھ کر انتہائی مسرت سے میری جانب لپکے اور مجھے گلے سے لپٹا لیا اور بولے ''بیٹا تم کہاں رہ گئے تھے؟''

میں نے روتے ہوئے بتایا کہ ''میں تو یہیں بک اسٹال پر میگزین دیکھ رہا تھا۔ آپ لوگ مجھے تنہا چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔ میں کافی دیر سے آپ لوگوں کو ڈھونڈ رہا ہوں۔''

''بیٹا! ہم بھی تمہیں دو گھنٹہ سے تلاش کر رہے ہیں۔ دو بار انکوائری سے بھی تمہارا نام اناؤنس کروایا۔'' ڈیڈی نے بتایا۔

''لیکن وہاں کے اسپیکر کی آواز یہاں سنائی نہیں دیتی ورنہ میں خود آپ لوگوں کے پاس پہنچ جاتا۔'' میں نے صفائی پیش کی۔

تب اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ انہوں نے چھوٹی لائن کے اسٹیشن کی انکوائری سے کیوں نہیں اناونسمنٹ کروایا۔ ڈیڈی مجھے سرنگ کے راستے سے چار باغ اسٹیشن لے کر پہنچے، ممی اور سارے ہی لوگ مجھے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے۔ ممی نے روتے ہوئے مجھے گلے سے لپٹا لیا۔ پھر جلدی جلدی سامان ٹرین میں رکھا جانے لگا کیونکہ ٹرین نے سیٹی دے دی تھی۔

جب ٹرین لکھنؤ کا پلیٹ فارم چھوڑ رہی تھی تو ممی کہنے لگیں ''سفر میں بچوں کو ہمیشہ بڑوں کے ساتھ رہنا چاہئے ورنہ ان کے گم ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ آج کل ویسے ہی بچے بہت پکڑے جا رہے ہیں۔'

کہاوتوں کی کہانی: دودھ کا دودھ پانی کا پانی

ڈاکٹر رئوف پارکھ

اس کہاوت کا مطلب ہے انصاف ہونا اور یہ ایسے موقع پر بولی جاتی ہے جب سچ اور جھوٹ الگ ہو جائیں اور کسی کو اس کے اچھے یا بُرے کام کا بدلا ملے۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک گوالا بڑا بے ایمان تھا اور دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا۔ بہت جلد اس نے اچھے خاصے پیسے جمع کر لئے۔ ایک روز اس نے ساری رقم ایک تھیلی میں ڈالی اور اپنے گاؤں کی طرف چلا۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینہ چوٹی سے ایڑی تک بہہ رہا تھا۔ گوالے کے راستے میں ایک دریا پڑا۔ اس نے سوچا چلو نہا لیتے ہیں۔ روپوں کی تھیلی اس نے ایک درخت کے نیچے رکھی۔ تھیلی پر کپڑے ڈال دیئے اور لنگوٹ کس کر پانی میں کود پڑا۔ اس علاقے میں بندر بہت پائے جاتے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک بندر درخت پر چڑھا یہ ماجرا دیکھ رہا تھا۔ گوالے کے پانی میں اترتے ہی بندر درخت سے اترا اور روپوں کی تھیلی لے کر درخت کی ایک اونچی شاخ پر جا بیٹھا۔ گوالا پانی سے نکلا اور بندر کو ڈرانے لگا، لیکن بندر نے تھیلی کھولی اور روپے ایک ایک کر کے ہوا میں اڑانے لگا۔ درخت دریا کے کنارے سے بہت قریب تھا اور روپے اڑا اڑا کر پانی میں گرنے لگے۔ گوالے نے روپوں کو پکڑنے کی بہت کوشش کی، لیکن پھر بھی آدھے روپے پانی میں جا گرے۔ راستہ چلتے لوگ جو گوالے کی بے ایمانی سے واقف تھے اور یہ تماشہ دیکھنے جمع ہو گئے تھے گوالے کی چیخ و پکار سن کر کہنے لگے، ''دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگیا۔'' یعنی گوالے نے جو آدھے پیسے دودھ میں پانی ملا کر بے ایمانی سے کمائے تھے وہ پانی میں مل گئے۔

بہار کی سیاست میں تیسرے محاذ کا امکان؟

بانکی پور ضمنی انتخابات میں جیت کے بعد بہار کی سیاست میں پرشانت کشور کا نام ایک بار پھر مرکزی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ کامیابی محض ایک انتخابی نتیجہ نہیں بلکہ اس نے ریاست کی سیاست میں نئے تانے بانے اور ممکنہ تبدیلیوں کی بحث تیز کر دی ہے۔ سیاسی حلقوں میں اب یہ سوال زور شور سے اٹھنے لگا ہے کہ بہار کی سیاست میں پرشانت کشور کا کردار کیا ہوگا، ان کی پارٹی جن سوراج کی سیاست کس سمت جائے گی، اور کیا ریاست تیسرے سیاسی محاذ کی طرف بڑھ سکتی ہے؟۔ پرشانت کشور نے گزشتہ چند سالوں میں بہار کی روایتی دو قطبی سیاست کو چیلنج کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو بی جے پی کے ساتھ جائیں گے اور نہ آر جے ڈی کے۔ جن سوراج کی طرف سے بار بار یہ بات دُہرائی جاتی رہی ہے کہ پرشانت کشور کو اتحاد کی سیاست سے کوئی اصولی اعتراض نہیں ہے۔ ظاہر ہے، یہ بیان اس لئے بہت اہم ہے کیونکہ یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اگر حالات سازگار ہوئے تو وہ کسی تیسری قوت سے ہاتھ ملانے پر غور کر سکتے ہیں۔ فی الحال وہ الگ تھلگ کھڑے نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کسی کے ساتھ نہیں جائیں گے، لیکن سیاسی گلیاروں میں یہ بحث گرم ہے کہ آنے والے وقت میں ''مائنس بی جے پی اور مائنس آر جے ڈی'' کا فارمولا اپناتے ہوئے وہ کسی تیسری سیاسی جماعت کے ساتھ ہوکر اپنی منزل کی جانب بڑھ سکتے ہیں۔ اس پس منظر میں بہار میں تیسرے محاذ کا تصور خاص طور پر اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ بہار کی سیاست طویل عرصے سے دو بڑے اتحادوں، این ڈی اے اور عظیم اتحاد کے گرد گھومتی رہی ہے۔ پرشانت کشور اگر حقیقی معنوں میں ایک آزادانہ اور مضبوط تیسری قوت بنانے میں کامیاب ہوئے تو وہ روایتی دو قطبی نظام کو کمزور کر سکتے ہیں۔ تاہم تیسرا محاذ بنانا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے نہ صرف تنظیمی طاقت درکار ہے بلکہ بہار کے مزاج کے مطابق، وسیع تر سماجی اور ذات پات کی سیاست کو بھی متاثر کرنے کی صلاحیت چاہیئے۔ جن سوراج نے ریاست کی سیاست میں اب تک جو ماحول بنایا ہے وہ بے حد امید افزا ضرور ہے مگر ریاست بھر میں اس کا اثر ابھی محدود ہے۔ بانکی پور کی جیت نے ان کے حوصلے بلند کئے ہیں مگر ریاستی سطح پر بڑا چیلنج ابھی باقی ہے۔ ایک اور پہلو جو بحث میں بار بار سامنے آتا ہے، وہ ''دوست'' کا ذکر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ایسے رہنما کا نام ان دنوں لوگوں کی زبان پر ہے، جنہیں پرشانت کشور اپنا دوست مانتے ہیں اور وہ بھی پرشانت کشور کو دوست کہنے میں نہیں تھکتے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ذاتی تعلقات بھی سیاست میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر یہ تعلقات مضبوط ہوئے اور حالات سازگار رہے تو ممکن ہے کہ دونوں کسی نہ کسی شکل میں ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ تاہم سیاست میں دوستی اکثر مفاد کے تابع ہوتی ہے اور حالات بدلنے پر دوستانہ اکثر اپنا رویہ تبدیل کر لیتا ہے۔ پرشانت کشور کی سیاست کا سب سے بڑا امتحان یہ ہے کہ وہ اتحاد کی سیاست کو کتنا قبول کریں گے۔ اگر وہ سخت اصول پرستی پر اڑے رہے تو ان کا الگ راستہ رہ سکتا ہے مگر ایسے میں ان کا اثر ورسوخ محدود ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لچک دکھائیں اور تیسرے محاذ کی بنیاد پر کسی قابل قبول اتحاد میں شامل ہوں تو ان کی اہمیت بڑھ سکتی ہے۔ ویسے بہار کی سیاست میں ووٹر اب صرف ذات اور خاندان نہیں دیکھتے بلکہ کارکردگی، ترقی اور نئے چہروں کی بھی تلاش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پرشانت کشور نے اپنی طویل جدوجہد سے، اس خلا کو پر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ بہر حال آنے والے دنوں کے درمیان بہار کی سیاست میں پرشانت کشور کی سیاسی سرگرمیوں کو غور سے دیکھا جائے گا۔ بانکی پور کی جیت نے انہیں ایک نیا موقع ضرور دیا ہے، مگر اس موقع کو حقیقت میں بدلنے کے لئے انہیں واضح حکمت عملی، وسیع تر قبولیت اور ممکنہ اتحادوں کے سلسلے میں فیصلہ کرنا ہوگا۔ اگر وہ تیسرے محاذ کی طرف بڑھے اور کامیاب ہوئے تو بلا شبہ بہار کی سیاست میں ایک نیا باب کھل سکتا ہے۔ ورنہ حالات بتاتے ہیں کہ ان کی پارٹی طاقتور ہونے کے باوجود مجموعی طور پر الگ تھلگ ہوکر رہ جائے گی۔ فی الحال بحث جاری ہے اور پرشانت کشور کی اگلی چالیں ہی بتائیں گی کہ بہار کی سیاست کس سمت جائے گی۔

DATE:15-08-2026 FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly Hyderabad ہفتہ روزہ فلک نما نیوز حیدرآباد 4

نوجوانوں کی فوج میں بھرتی کیلئے ضلعی سطح پر تربیتی کیمپس کا فیصلہ

ہندوستانی فوج کے سدرن کمانڈ جنرل آفیسر راجیش پشکر کی ریونت ریڈی سے ملاقات

حیدرآباد: چیف منسٹر ریونت ریڈی نے تلنگانہ کے نوجوانوں کی فوج میں بھرتی کیلئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے فوج کے ساتھ مشترکہ طور پر تعاون سے اتفاق کیا۔ ہندوستانی فوج کے سدرن کمانڈ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف لیفٹننٹ جنرل سی راجیش پشکر نے آج چیف منسٹر ریونت ریڈی سے کیمپ آفس میں ملاقات کی۔ دونوں نے تلنگانہ کے نوجوانوں کی فوج میں بھرتی کیلئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے سے اتفاق کیا۔ اس موقع پر وزیر آبپاشی اتم کمار ریڈی بھی موجود تھے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ تلنگانہ حکومت ہندوستانی فوج کی جانب سے مختلف ریکروٹمنٹ میں ریاست کے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی اور انہیں زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے کیلئے تیار ہے۔ اس سلسلہ میں فوج کے ساتھ حکومت مشترکہ طور پر کام کرے گی۔ انہوں نے فوجی بھرتیوں کیلئے مقامی نوجوانوں کو تیار کرنے کی غرض سے دلچسپی رکھنے والے نوجوانوں کو شہر اور اضلاع میں خصوصی تربیتی کیمپس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی۔ چیف منسٹر نے اس سلسلہ میں فوجی حکام سے تعاون کی خواہش کی۔ لیفٹننٹ جنرل راجیش پشکر نے چیف منسٹر کی تجویز پر مثبت ردعمل ظاہر کیا اور کہا کہ ملک بھر میں فوج میں بھرتی سے قبل تلنگانہ کے ضلعی مراکز میں نوجوانوں کیلئے تربیتی مراکز قائم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ملاقات کے دوران ریاست میں آفات سماوی سے نمٹنے میں فوج کے رول پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ چیف منسٹر نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بچاؤ اور راحت کے کاموں کی تکمیل اور عوام کو محفوظ مقامات پر منتقلی میں فوج سے اہم کردار ادا کرنے کی اپیل کی۔ لیفٹننٹ جنرل راجیش پشکر نے کہا کہ وہ تلنگانہ میں کسی بھی ناگہانی کی صورت میں خصوصی طور پر پہل کرنے کیلئے مقامی فوجی حکام کو ہدایات جاری کریں گے۔ راجیش پشکر نے حکومت کی جانب سے موسیٰ ندی ترقیاتی منصوبہ کی ستائش کی۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد کو سیلاب سے محفوظ رکھنے، آلودگی پر قابو پانے اور حیدرآباد کے تاریخی ورثا کو دوبارہ بحال کرنے کیلئے موسیٰ ندی ترقیاتی پراجکٹ اہمیت کا حامل ہے۔ اس موقع پر میجر جنرل سرینواس راؤ اور فوج کے دیگر عہدیدار موجود تھے۔

درگاہ قاضی پیٹ، بین مذاہب محبت واتحاد کا منفرد روحانی مرکز

زائرین کی سہولت کیلئے ضروری فنڈس فراہم کرنے حکومت تیار، ریاستی وزراء پی سرینواس، اظہر الدین، کونڈا سریکھا کا خطاب

قاضی پیٹ ورنگل۔۔ ریاستی وزیر ریونیو، ہاو?سنگ، اطلاعات و تعلقاتِ عامہ اور متحدہ ضلع ورنگل کے انچارج وزیر پونگولیٹی سرینواس ریڈی نے کہا کہ قاضی پیٹ درگاہ کا عرس بھائی چارے کی بہترین مثال ہے۔ ذات پات اور مذہب سے بالاتر ہوکر تمام مذاہب کے لوگ عرس کی تقریبات میں شرکت کرتے ہیں، جو قاضی پیٹ درگاہ کی نمایاں خصوصیت ہے۔ درگاہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی ? کے عرس کے سلسلے میں پیر کی شب منعقدہ صندل تقریب میں وزیر اقلیتی بہبود اظہر الدین، وزیر اوقاف و جنگلات کونڈا سریکھا، ورنگل ویسٹ کے ایم ایل اے نائنی راجندر ریڈی، ایم ایل اے ریوری پرکاش ریڈی، کے ا?رنا گراجو، ایم ایل سی بسواراج سرایا، ضلع کلکٹر چاہت باجپائی، گریٹر میونسپل کمشنر وینکٹا اور سابق میئر یربیلی سوارنا سمیت دیگر نے شرکت کی اور درگاہ میں خصوصی دعائیں کیں۔ اس موقع پر وزیر پونگولیٹی سرینواس ریڈی نے کہا کہ ہندو، مسلم اور عیسائی کی تفریق کے بغیر تمام مذاہب کے لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہوکر عرس میں شرکت کررہے ہیں۔ درگاہ میں نظر ا?نے والی بین المذاہب یکجہتی اور انسانی جذبہ انہیں بے حد خوشی دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ درگاہ تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے ایک منفرد روحانی مرکز ہے اور حکومت اس کی ترقی کیلئے ضروری فنڈز فراہم کرنے کیلئے تیار ہے۔ وزیر نے یقین دلایا کہ آئندہ عرس تک ضروری ترقیاتی اور بنیادی سہولیات کے کام مکمل کرنے کی ذمہ داری وہ خود عرس کے انچارج وزیر کی حیثیت سے لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر اے ریونت ریڈی کے علم میں معاملہ لاکر ضروری فنڈز منظور کروانے کی کوشش کی جائے گی۔ ریاستی وزیر اقلیتی بہبود اظہر الدین نے کہا کہ ا?ج ملک کو سب سے زیادہ محبت، اپنائیت، اتحاد اور بھائی چارے کی ضرورت ہے۔ عوام متحد ہوکر کام کریں گے تو ہی سماج اور ملک ترقی کرے گا۔ ریاستی وزیر کونڈا سریکھا نے کہا کہ سب سے پہلے ہم انسان ہیں، اس کے بعد ذات اور مذہب ہے۔ وزیر نے کہا کہ مذہب اور ذات کے نام پر اختلافات بڑھانے سے ریاست اور ملک کو ترقی کی راہ پر ا?گے لے جانا مشکل ہوجائے گا۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ اختلافات اور نفرت کو جگہ نہ دیتے ہوئے مذہبی ہم ا?ہنگی اور بھائی چارے کے ساتھ متحد ہوکر ا?گے بڑھیں۔ نائنی راجندر ریڈی ورنگل ویسٹ کے ایم ایل اے نے کہا کہ عرس کے موقع پر درگاہ ا?نے والے عقیدت مندوں کیلئے تقریباً 40 لاکھ روپئے کی لاگت سے پینے کے پانی کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ مختلف ریاستوں سے ا?نے والے زائرین کیلئے مفت کھانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس موقع پر سجادہ نشین خسرو پاشا نے کہا کہ صوفی بزرگوں نے دنیا کو جو سب سے بڑا پیغام دیا وہ محبت، انسانیت اور بھائی چارے کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ذات، مذہب اور علاقے کے اختلافات سے بالاتر ہوکر ہر انسان کا احترام کرنا ہی صوفی روایت ہے۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ درگاہ کی ترقی میں تعاون کرتے ہوئے زائرین کیلئے مزید بہتر بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس موقع پر جانشین سجادہ بختیار بیابانی، ایم ایل سی بسواراج سرایا، ایم ایل ایز کے ا?ر ناگراجو، ریوری پرکاش ریڈی، ضلع کلکٹر چاہت باجپائی، سابق کارپوریٹر محمد ابوبکر عوامی نمائندے، مختلف محکموں کے عہدیدار، درگاہ کے منتظمین، ملک کے مختلف علاقوں سے آئے صوفی بزرگ، زائرین اور عقیدتمند بڑی تعداد میں موجود تھے۔

پارلیمنٹ میں تعطل کیلئے حکومت ذمہ دار، جوابدہی سے فرار کی کوشش

رام مندر چندہ چوری ریاستی مسئلہ نہیں، امیت شاہ کو طلبہ کے خلاف کارروائی کا جواب دینا چاہیئے، پرینکا گاندھی کا مطالبہ

حیدرآباد: کانگریس لیڈر پرینکا گاندھی نے الزام عائد کیا کہ مرکزی حکومت ایودھیا میں رام مندر چوری معاملہ پر پارلیمنٹ میں جواب دینے سے گریز کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رام مندر چوری کو مرکزی حکومت ریاست اتر پردیش کا معاملہ قرار دے رہی ہے جبکہ بی جے پی نے لوک سبھا انتخابات سے قبل رام مندر مسئلہ پر سیاسی فائدہ حاصل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ پرینکا گاندھی سے میڈیا کے نمائندوں نے جب پارلیمنٹ میں جاری تعطل کی صورتحال کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ موجودہ صورتحال کیلئے حکومت ذمہ دار ہے اور حکومت عوام کے مسائل پر ذمہ داری محسوس کرنے کیلئے تیار نہیں۔ پارلیمنٹ میں حکومت کو عوام کو درپیش اُمور پر جواب دینا چاہیئے۔ پرینکا گاندھی نے کہا کہ نہ صرف دہلی بلکہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی نوجوان بڑی تعداد میں اپنے مسائل اور مطالبات پر مظاہرہ کررہے ہیں۔ نوجوانوں کے خلاف پولیس کارروائی میں بری طرح مارپیٹ کی گئی، ا?نسو گیس کا استعمال کیا گیا اور پیلٹ گن استعمال کی گئی۔ بہار میں احتجاجی طلبہ پر AK47 سے فائرنگ کی گئی۔ حکومت ان مسائل پر جواب دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔ پرینکا گاندھی نے جاننا چاہا کہ طلبہ کے خلاف کارروائیوں کی اجازت کس نے دی تھی۔ رام مندر میں چندہ چوری کا حوالہ دیتے ہوئے کانگریس جنرل سکریٹری نے کہا کہ ملک بھر سے مندر کو عطیات موصول ہوئے تھے جنہیں لوٹ لیا گیا۔ عوام نے اپنے عقیدے کے مطابق عطیہ دیا۔ غریب عوام نے بھی مندر کیلئے اپنی استطاعت کے مطابق عطیہ دیا۔ عوام کا نہ صرف ہندوستان بلکہ ملیشیاء، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ میں لارڈ رام پر اعتقاد ہے لیکن بی جے پی اسے ریاست کا مسئلہ قرار دے رہی ہے۔ بی جے پی پر تنقید کرتے ہوئے پرینکا گاندھی نے کہا کہ انتخابات سے قبل بی جے پی نے رام مندر کے مسئلہ پر ہی سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور ا?ج جب جواب دینے کا وقت ا?یا تو اُسے ریاستی مسئلہ کہا جارہا ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی نے رام مندر کا افتتاح کیا، وہ کسی ریاست کے نہیں بلکہ وہ ملک کے وزیراعظم ہیں۔ افتتاحی تقریب میں ملک بھر سے عوام نے شرکت کی تھی پھر بھی بی جے پی پارلیمنٹ میں جوابدہی سے بچنے کیلئے ریاستی مسئلہ قرار دے رہی ہے۔ حکومت کو چندہ چوری کے بارے میں جواب دینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کے تعطل کیلئے حکومت ذمہ دار ہے اور وزیر داخلہ امیت شاہ سے سوال کرنا چاہیئے کہ طلبہ کے خلاف کارروائی کی اجازت کس نے دی تھی۔ پارلیمنٹ میں انڈیا الائنس پولیس کارروائی اور رام مندر چندہ چوری جیسے معاملات پر حکومت کو گھیرنے کی تیاری میں ہے

شہر ممنوعہ فہرست میں شامل،

جائیدادوں سے محروم ہونے کا خدشہ

حیدرآباد۔ شہر کو ممنوعہ فہرست میں شامل کردیا گیا ہے۔ شہر کے لوگ 22-A لفظ سن کر ہی کانپ رہے ہیں۔ وہ اپنی زندگی بھر کی محنت سے کمائے گئے مکان، زمین اور جائیداد پر اپنا حق کھو دینے کے بعد شدید پریشانی میں ہیں۔ گریٹر حیدرا?باد میں کونسا گھر ممنوعہ فہرست میں ہے۔ ریونیو ریکارڈ کے مطابق 22-A کی فہرست میں وسیع تر علاقے میں ایک لاکھ سے زیادہ جائیدادیں شامل کی گئی ہیں۔ کسی قسم کے نوٹس یا اشتہار کے بغیر خریدی گئی تعمیرات اور زمین ULC اور جی سرکاری کے نام ممنوعہ فہرست 22-A میں شامل کردی گئی ہیں۔ کسی ہنگامی صورتحال کی وجہ سے اگر کوئی مکان بیچتا ہوتو خریدار رجسٹریشن نہیں کروا پارہے ہیں اور وہ اپنے مکانات اور پلاٹوں کی لیز ڈیڈ کے ساتھ رجسٹریشن نہیں کروا پا رہے ہیں۔ پورے گریٹر میں رجسٹریشن مکمل طور پر روک دی گئی ہے جو گھر انہوں نے برسوں کی محنت سے بنائے تھے۔ قرض لے کر خریدا گیا تھا۔ خاص کر فلیٹس ممنوعہ فہرست میں شامل ہونے کی وجہ سے شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ شہر میں وینچرس، سوسائٹیز، کالونیاں، کثیر المنزلہ عمارتیں، ممنوعہ فہرست میں شامل کی گئی ہیں۔ حیدرا?باد، میڑچل اور رنگاریڈی اضلاع میں قیمتی اراضی اور کثیر المنزلہ عمارتیں منجمد کردی گئی ہیں۔ شہر میں چند دہائی قبل قائم ہونے والی سوسائٹیز کو بھی ممنوعہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ حیدرا?باد کے ایراگڈہ حدود میں واقع واسوی، جناپریہ، کلپاترو، بریگیڈ سیٹاڈیل اپارٹمنٹ کو ممنوعہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ اس اپارٹمنٹ میں پانچ ہزار سے زائد خاندان مقیم ہیں۔ اسی طرح یوسف گوڑہ کے کلیان نگر کے ہاوزنگ سوسائٹی کو بھی ممنوعہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ بنجارہ ہلز، فلم نگر، ایم ایل اے کالونی، پنجہ گٹہ، سری نگر کالونی، جوبلی ہلز، ایس ا?ر نگر، امیر پیٹ، خیریت ا?باد علاقوں میں سینکڑوں کی تعداد میں مکانات کو 22-A کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ فتح نگر کے صنعت نگر انڈسٹریل ایریا کو متحدہ ریاست کی کانگریس حکومت نے ریسیڈنشیل ایریا کے طور پر کیا تھا اب اسی مقام کو ممنوعہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ ممنوعہ فہرست میں شامل علاقوں کے مکانات یا پلاٹس کے رجسٹریشن این اوسی ہونے پر ہی رجسٹریشن کرنے کا ریونیو عہدیداروں نے اعلان کیا جس سے عوام میں بے چینی پائی جارہی ہے۔ جس کی وجہ سے بینک سے قرض بھی حاصل نہیں ہورہا ہے۔ جس کی وجہ سے مکانات کی تکمیل میں بڑی رکاوٹ پیدا ہورہی ہے۔ پہلے ہی بینک سے لون کی منظوری ہونے والے افراد بینک کے قرض کو واپس کر پائیں گے یا نہیں یہ بینک کیلئے بھی باعث تشویش بنا ہوا ہے۔۔

جرائم کی روک تھام کے اقدامات کا جائزہ: سائی چیتنیا

نظام آباد۔ نظام آباد پولیس کمشنریٹ کے نظام ا?باد ڈیویژن میں زیر التوا مقدمات اور جرائم کی روک تھام کے اقدامات کا پولیس کمشنر پی سائی چیتنیا نے جکران پلی پولیس اسٹیشن میں جائزہ لیا۔ اجلاس میں نظام ا?باد اے سی پی پرکاش یادو، سی سی ا?ر بی اے سی پی گرو نائیڈو، انسپکٹر ا?رانجیا، اسپیشل برانچ انسپکٹر سری دھر ریڈی کے علاوہ سرکل انسپکٹرس، ایس ایچ اوز، سب انسپکٹرس اور دیگر متعلقہ عہدیداروں نے شرکت کی۔ مسٹر سائی چیتنیا نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ ریاستی ڈی جی پی کی ہدایات کے مطابق منشیات اور گانجہ کی غیر قانونی نقل و حمل کے خلاف خصوصی مہم جاری رکھی جائے اور ملوث افراد کے خلاف پی ڈی ایکٹ سمیت سخت قانونی کارروائی کی جائے۔ انہوں نے سائبر جرائم کے بارے میں عوام میں شعور بیدار کرنے، ا?ن لائن دھوکہ دہی کا شکار ہونے والوں کو فوری مدد فراہم کرنے اور سوشل میڈیا پر جھوٹی یا اشتعال انگیز پوسٹس کے خلاف سخت کارروائی کی ہدایت دی۔ اجلاس میں قتل، اقدام قتل، چوری، خواتین کے خلاف جرائم، سائبر فراڈ، منشیات و گانجہ، جوئے اور گٹکھا کی غیر قانونی تجارت سے متعلق مقدمات کا جائزہ لیتے ہوئے زیر التوا کیسوں کو تیزی سے مکمل کرنے اور متاثرین کو جلد انصاف فراہم کرنے پر زور دیا گیا۔ پولیس کمشنر نے روڈی شیٹرز، سابقہ جرائم میں ملوث افراد اور ضمانت پر رہا ہونے والوں کی سرگرمیوں پر مسلسل نظر رکھنے، رات کی گشت کو مزید مو?ثر بنانے اور مشتبہ افراد و گاڑیوں کی سخت جانچ کی ہدایت دی۔ خواتین کی سلامتی کو ترجیح دیتے ہوئے شی ٹیمس، ایگل ٹیمس اور چیتا فورس کو مزید مو?ثر انداز میں کام کرنے اور تعلیمی اداروں، بس اسٹینڈز، ریلوے اسٹیشنوں اور دیگر عوامی مقامات پر نگرانی بڑھانے کی ہدایت کی گئی۔ جرائم کی روک تھام کے لیے سی سی کیمروں کے استعمال کو وسعت دینے اور جدید ٹیکنالوجی سے مو?ثر استفادہ کرنے پر بھی زور دیا گیا۔ عوام میں روڈ سیفٹی قواعد کے بارے میں بڑے پیانے پر شعور بیدار کرنے اور ڈائل 112 کی سہولت سے متعلق تشہیر کو مزید مو?ثر بنانے پر بھی زور دیا گیا۔ ا?ئندہ تہواروں کے پیش نظر سخت حفاظتی انتظامات کرنے، گاڑیوں کی 24 گھنٹے جانچ جاری رکھنے اور چیکنگ کے دوران کسی قسم کی غفلت نہ برتنے کی ہدایت دیتے ہوئے پولیس کمشنر نے واضح کیا کہ امن و امان کے تحفظ میں کسی بھی قسم کی لاپرواہی برداشت نہیں کی جائے گی اور ہر پولیس عہدیدار عوام کا اعتماد برقرار رکھنے کے لیے ذمہ داری کے ساتھ فرائض انجام دے۔

حکومت کا ایم بی بی ایس۔ بی ڈی ایس فیس میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ

پرانی فیس پر ہی میڈیکل داخلے، پرانے جی او کی بنیاد پر نئے احکامات جاری

حیدرآباد۔: ریاستی حکومت نے ایم بی بی ایس اور بی ڈی ایس کورسیس میں داخلہ لینے والے نئے طلبہ کے مفاد میں ایک اہم فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے واضح کیا ہے کہ جاریہ تعلیمی سال کے لیے میڈیکل اور ڈینٹل کورسیس کی ٹیوشن فیس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ سال 2023-26 میعاد کے لیے مقرر کردہ پرانی فیس پر ہی سال 2026-29 کی آئندہ میعاد پر بھی لاگو ہوگی اور طلبہ کو پرانے جی او کے مطابق ہی فیس ادا کرنی ہوگی۔ اس فیصلے کے تسلسل میں کالوجی نارائن راؤ یونیورسٹی آف ہیلت سائنس نے 2023 میں جاری کردہ جی او 132 کو بنیاد بناتے ہوئے احکامات جاری کردیئے ہیں۔ عام طور پر میڈیکل کالجس میں ہر تین سال بعد ٹیوشن فیس کا جائزہ لے کر اس پر نظر ثانی کی جاتی ہے چونکہ 2023-26 کی مدت مکمل ہوچکی ہے۔ اس لیے فیس میں اضافے کے اشارے مل رہے تھے تاہم حکومت کے تازہ ترین احکامات کے بعد پرانی فیس ہی برقرار رکھنے کی توثیق کردی گئی ہے۔ ریاست میں واقع 30 پرائیوٹ میڈیکل کالجس میں تعلیمی سال 2026-27 کے دوران داخلہ لینے والے طلبہ کے لیے زمرہ وار فیس کچھ اس طرح رہے گی۔ اے زمرہ (کنوینر کوٹہ) سالانہ فیس 60 ہزار روپئے ہوگی۔ بی زمرہ (مینیجمنٹ کوٹہ) سالانہ فیس 11.55 لاکھ روپئے سے 13 لاکھ روپئے کے درمیان ہوگی۔ سی زمرہ (NRI کوٹہ) بی زمرہ فیس کا دوگنا وصول کیا جاسکتا ہے۔ خانگی ڈینٹل کالجس میں بی ڈی ایس کے لیے فیس اے زمرہ (کنوینر کوٹہ) سالانہ فیس 45 ہزار روپئے مقرر کی گئی ہے۔ بی زمرہ (مینیجمنٹ کوٹہ) سالانہ فیس 4.20 لاکھ روپئے سے 5 لاکھ روپئے تک فیس ہوگی۔ سی زمرہ (NRI کوٹہ) اس زمرے میں بھی بی زمرے کا دوگنا وصول کرنے کی سہولت رہے گی۔ حکومت کے جاری کردہ جی او میں خانگی کالجس کے ناموں کے ساتھ زمرہ وار فیس کا واضح ذکر کردیا ہے۔ جس سے میڈیکل کونسلنگ میں حصہ لینے والے ہزاروں طلبہ اور ان کے والدین کو بڑی راحت ملی ہے۔۔

حیدرآباد کلب ایف سی براولرز کے کوچ پر نابالغوں کو اکسانے کا الزام

حیدرآباد: حیدرآباد کلب ایف سی براولرز کے ہیڈ کوچ، جو کبھی مہندرا یونیورسٹی میں ایک ٹیم کی کوچنگ کرتے تھے، کو آن لائن گردش کرنے والے اسکرین شاٹس کے بعد پولیس کی کارروائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس میں الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے کم عمر کھلاڑیوں کو ایک خاتون مواد تخلیق کار پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ سوشل میڈیا پر اثر انداز کرنے والے امیت کلہور نے بدھ، 12 اگست کو ایک ویڈیو پوسٹ کیا، جس میں فٹ بال کوچ ششانک ترپاٹھی کے مبینہ تبصرے کو سامنے لایا گیا۔ ویڈیو میں دکھائے گئے اسکرین شاٹس کے مطابق، ترپاٹھی نے مبینہ طور پر ایک "15 سالہ محبّ وطن" سے "اس کی جگہ دکھانے" کی کوشش کی، ڈیجیٹل موادی تخلیق کار مادھوری کا کوٹی، جسے آن لائن ڈاکٹر میڈوسا کے نام سے جانا جاتا ہے، کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 15 سال سے کم عمر کے نوجوان قید یا قانونی کارروائی سے بچ جائیں گے حتیٰ کہ تشدد کی انتہائی کارروائیوں جیسے کسی کو گولی مارنا۔ کلہور نے کہا کہ پوسٹیں جرائم کے لیے براہ راست اکساتی ہیں، جس نے پولیس اور کھیلوں کے حکام سے کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔۔ الزامات پر ترپاٹھی یا ایف سی جھگڑا کرنے والوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ یہ بھی فوری طور پر واضح نہیں ہوسکا کہ ترپاٹھی نے ڈاکٹر میڈوسا کو کیوں نشانہ بنایا۔ حیدرآباد پولیس نے یہ نہیں بتایا کہ آیا کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔ ایف سی براولرز تلنگانہ میں آل انڈیا فٹ بال فیڈریشن (اے ائی ایف ایف) کے ساتھ رجسٹرڈ ایک کلب ہے اور اس کے ایسوسی ایشن آف فٹ بال کلب اور اکیڈمیز ان انڈیا (اے ایف سی اے ائی) سے بھی تعلقات ہیں۔ ویڈیو پر تبصرہ کرتے ہوئے، مہندرا یونیورسٹی نے خود کو کوچ سے دور رکھا۔ "مہندرا یونیورسٹی کا ششانک ترپاٹھی کے ساتھ ایک سال سے زیادہ عرصے سے کوئی فعال وابستگی نہیں ہے۔ یونیورسٹی کسی بھی ایسی چیز کی توثیق نہیں کرتی ہے جو اس کی اقدار اور معیارات سے متصادم ہو،" اس نے کہا۔ اپنی سابقہ ?? مصروفیت پر، یونیورسٹی نے کہا، "ششانک ترپاٹھی پہلے مہندرا یونیورسٹی میں جز وقتی بنیادوں پر بطور کوچ مصروف تھے، اب ان کا یونیورسٹی کے اندر کسی بھی انتظامی یا انتظامی صلاحیت میں کوئی کردار یا شمولیت نہیں ہے اور ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ مستقبل میں بھی ایسا نہ ہو۔"

ہیلتھ کارڈس کا عدم کارکرد ہونا افسوسناک: ڈی نریندر

میدک۔ سرکاری ملازمین کو حکومت کی جانب سے جاری کردہ ہیلتھ کارڈس کا ہاسپٹلس میں قابلِ قبول نہ ہونا انتہائی افسوسناک ہے۔ S'TNGO کے میدک ضلع صدر ڈی نریندر نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملازمین اور ان کے زیرِ کفالت افراد کو بہتر طبی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ میدک کے ٹی این جی اوز بھون میں منعقدہ ضلعی عاملہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یکم جون سے ملازمین کی تنخواہوں میں سے ہیلتھ انشورنس کے نام پر 1.5 فیصد رقم کاٹی جارہی ہے، لیکن اس کے باوجود ہاسپٹلس میں سرکاری

ہائی کورٹ نے شادی مبارک، کلیانہ لکشمی اسکیموں پر روک لگادی۔

حیدرآباد: تلنگانہ ہائی کورٹ نے ریاست میں شادی مبارک اور کلیانہ لکشمی اسکیموں پر روک لگادی ہے۔ جسٹس شراون کمار نے بدھ 12 اگست کو اس سلسلے میں عبوری حکم جاری کیا۔ عدالت ان اسکیموں کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرنے والی درخواست کی سماعت کررہی تھی۔ درخواست گزار، ایڈوکیٹ وجے گوپال نے دلیل دی کہ اسکیمیں سرکاری احکامات (جی اوز) کے ذریعہ لاگو کی جارہی ہیں جنہیں ریاستی مقنّنہ کے ذریعہ بنائے گئے کسی قانون کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ ہائی کورٹ نے حکم جاری کرتے ہوئے ہدایت کی کہ معاملے پر اگلی سماعت تک ان اسکیموں کے تحت کوئی ادائیگی نہ کی جائے۔ گزشتہ سماعت کے دوران ہائی کورٹ نے تلنگانہ حکومت کو جوابی حلف نامہ داخل کرنے کی ہدایت دی تھی۔ رپورٹس بتاتی ہیں کہ وجے گوپال نے عدالت کی توجہ دلائی کہ اگرچہ حکومت کو پچھلی سماعت کے دوران جوابی حلف نامہ داخل کرنے کی ہدایت دی گئی تھی، لیکن وہ چار ہفتے گزرنے کے بعد بھی ایسا کرنے میں ناکام رہی۔ تاہم جب ریاست نے دوبارہ اضافی وقت مانگا تو عدالت نے عبوری حکم جاری کرتے ہوئے اگلی سماعت چار ہفتوں کے لیے ملتوی کردی۔ اگلی سماعت 9 ستمبر کو ہوگی۔ شادی مبارک اسکیم اقلیتی برادریوں سے تعلق رکھنے والی غیر شادی شدہ لڑکیوں کو ان کی شادی کے وقت ایک بار مالی امداد فراہم کرتی تھی۔ اہل استفادہ کنندگان کو 1,00,116 روپے ملے جبکہ معذور لڑکیوں کے معاملے میں 1,25,145 روپے فراہم کیے گئے۔ یہ ایک بار کی مالی امداد تھی۔ کلیانہ لکشمی اسکیم کا مقصد غیر شادی شدہ لڑکیوں کو ان کی شادی کے وقت مالی مدد فراہم کرکے ایس سی/ ایس ٹی اور ای بی سی خاندانوں میں مالی پریشانی کو دور کرنا ہے۔ شادی کے وقت اہل لڑکیوں کو 1,00,116 روپے اور معذور لڑکیوں کے لیے 1,25,145 روپے کی یک وقتی مالی امداد فراہم کی گئی۔

ہریش راؤ کا ایل وی پرساد آئی ہاسپٹل سدی پیٹ کا دورہ

سدی پیٹ۔ سدی پیٹ میں واقع ایل وی پرساد ا?ئی اسپتال کا سابق وزیر اور بی ا?ر ایس ڈپٹی فلور لیڈر ہریش راو? نے دورہ کیا اور عوام کو ملنے والی ا? نکھوں کے علاج کی سہولیات کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹروں اور عملے سے روزانہ اوسطاً کتنی سرجریاں ہوتی ہیں اور مریضوں کو کیسی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اس کی تفصیلات معلوم کیں۔ اس موقع پر علاج کیلئے ا?ئے ہوئے مریضوں سے ہریش راو? نے بات کی۔ ا?پریشن کے منتظر مریضوں سے مل کر انہیں حوصلہ دیا۔ انہوں نے خوشی کا اظہار کیا کہ اس اسپتال میں روزانہ 150 سے زائد ا? نکھوں کے معائنے اور ہر ماہ 450 سے زائد سرجریاں ہورہی ہیں۔ خاص طور پر ان سرجریوں میں سے 60 فیصد لوگوں کے مفت ا? نکھوں کے ا?پریشن ہونا اطمینان کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس اسپتال کے قیام سے 100 سے زائد افراد کو روزگار ملا ہے۔ صبح 7 بجے سے شام 7 بجے تک عوام کے لیے ا? نکھوں کے معائنے کی سہولیات دستیاب ہیں۔ ا?ج جب میں نے اسپتال کا دورہ کیا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ صرف ایک دن میں 28 سرجریاں کامیابی سے کی گئیں، جو انتہائی خوشی کی بات ہے۔ ہریش راو? نے اسپتال کے عملے اور ڈاکٹروں کو کئی اہم ہدایات دیں۔ ا? نکھوں کی سرجری کے نام پر دیہی علاقوں کے لوگوں میں کئی خوف اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں، انہیں دور کرنے کی ذمہ داری ڈاکٹروں پر ہے۔

کھانے کے چھاپوں کے دوران حیدرآباد کے زپٹو اسٹور میں مکڑی کے جالے، فنگس ملے

حیدرآباد: 12 اگست بروز بدھ رامنتھاپور کے اپل میں زپٹو اسٹور پر فوڈ سیفٹی کے چھاپے میں فوڈ سیفٹی کی کئی خلاف ورزیوں کا انکشاف ہوا، بشمول ایک غیر صحت مند کولڈ اسٹوریج روم، نامناسب اور غیر منظّم طریقے سے ذخیرہ کی گئی آئس کریم اور پورے احاطے میں جال۔ ملکاجگیری میونسپل کارپوریشن (ایم ایم سی) کے عہدیداروں نے ایک آم کے پھل کا مشروب پایا جس میں فنگل کی نشوونما نظر آتی ہے اور انہوں نے نوٹ کیا کہ فریزر کو مناسب ڈیفروسٹنگ اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ ٹھنڈے کمرے کا فرش پھسلن پایا گیا، اور کچھ مصنوعات کی بیرونی پیکیجنگ پر دھول جمع تھی۔ لینڈ مارک ریسٹورنٹ میں چوہوں کا پاخانہ پایا گیا۔ ایم ایم سی کے ذریعہ اپل، رامنتھاپور میں لینڈ مارک ریسٹورنٹ پر بھی چھاپہ مارا گیا، جس میں سٹور روم میں چوہوں کا فضلہ، فرج میں باسی چکن اور مٹن اور کھانے کے فضلے کے جمع ہونے کا انکشاف ہوا۔ فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈرڈز اتھارٹی آف انڈیا (ایف ایس ایس ائی) کا لائسنس کسی نمایاں مقام پر آویزاں نہیں کیا گیا تھا، احاطے میں مناسب روشنی فراہم نہیں کی گئی تھی، اور دیواروں اور چھتوں کو چکنائی پائی گئی تھی۔ نکاسی آب کا نظام صحیح طریقے سے برقرار نہیں رکھا گیا تھا، اور کاکروچ کے جال فراہم نہیں کیے گئے تھے۔ کھانے کے فضلے کی وجہ سے فرش پھسل گیا تھا، اور ضروری کیڑوں پر قابو پانے کے ریکارڈ/ دستاویزات کو برقرار نہیں رکھا گیا تھا۔ اسٹیبلشمنٹ نے 43 فیصد کا تعمیل سکور حاصل کیا۔ دریں اثنا سائبر آباد میونسپل کارپوریشن نے حفیظ پیٹ کے جنیکٹ لین میں واقع ورنم میں چھاپہ مارا جہاں اہلکاروں کو پھول گوبھی اور خراب بند گوبھی پر فنگس ملی۔ نالیوں میں پانی کا جمود اور کھانے کا فضلہ تھا، فریج صاف نہیں کیا گیا تھا، اور کھانے پر ٹھیک طرح سے لیبل نہیں لگایا گیا تھا۔ اسٹیبلشمنٹ سٹینلیس سٹیل کے بجائے لوہے کے چاقو استعمال کررہی تھی، کھانے پینے کی اشیاء کو براہ راست فرش پر رکھ رہی تھی اور چھت پر دھول تھی۔

زرعی شعبہ کو برقی کی موثر سربراہی کیلئے پاورڈسٹری بیوشن کمپنی کے اقدامات،

منیجنگ ڈائرکٹر ورن ریڈی کا جائزہ اجلاس

حیدرآباد: تلنگانہ ناردن پاورڈسٹری بیوشن کمپنی کے صدرنشین و منیجنگ ڈائرکٹر کے ورن ریڈی نے کہا کہ برقی کی موثر سربراہی، وولٹیج کی برقراری اور برقی نقصانات کو کم کرنے کیلئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ زرعی شعبہ کیلئے برقی کی مؤثر سربراہی کو یقینی بنانے کیلئے زرعی علاقوں میں اضافی صلاحیت کے ٹرانسفارمرس نصب کئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ کمپنی کی جانب سے 14 لاکھ زرعی پمپ سیٹس کو برقی سربراہ کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وولٹیج کی برقراری کے ذریعہ فصلوں کو نقصانات سے بچایا جارہا ہے۔ ڈسٹری بیوشن کمپنی نے گزشتہ دو برسوں کے دوران 303 صلاحیت کے کیپاسیٹر اور 89 ایم وی اے آر نصب کئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ زرعی شعبہ کو نقصانات سے بچانے کیلئے 11KV فیڈرس نصب کئے گئے۔ ورن ریڈی نے کہا کہ حکومت کے اقدامات کے نتیجہ میں برقی کے نقصانات میں کمی آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کمپنی نے زرعی شعبہ کو برقی کی موثر سربراہی کو بطور چیلنج قبول کیا ہے۔

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS
#22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in